عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۹ ، شمارہ نمبر ۱۹

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے

بابری مسجد

اسلامی عدل وانصاف کے پیکر مسلمان

انصاف پسند حکمرانوں کا تاریخی کارنامہ

شیزان کا بائیکاٹ

مسلمانوں کے ضمیر پر ایک دستک

یہ ڈرامہ ہے یا "نبوت"

"اک حرف بھی کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار"

درِ توبہ کھلا ہے

پاکستان سینٹر دبئی میں

حضرت مولانا

محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کی

تقریر کا مکمل متن

اس میں وہ حصہ بھی شامل ہے جو پچھلے شمارہ میں شائع ہوا تھا

وزیرِ خارجہ

صاحبزادہ یعقوب خان

اپنی پوزیشن واضح کریں

آپ کے مسائل

ترتیب: مولانا منظور احمد الحسینی

قرآن کے ختم کی دعا

سوال: کیا شریعت مطہرہ میں ایک مریض کے لئے، ساخت لکھ کر اور مریض کو پلانا مثلاً یہ:

یاحی حین لاحی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یاحی وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین؛

یا کوئی اور قرآنی آیت وغیرہ ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: پلانا جائز ہے۔

سوال: قرآن مجید کے اختتام میں جو دعا لکھی گئی ہے مثلاً اللھم انس الخ

مولوی صاحب سے سنا ہے کہ تفسیر البرہان میں لکھا ہے کہ منقول من الشارع ہے تو واقعی منقول ہے اگر ہے تو کس حدیث میں اور اس کا پڑھنا فرض واجب سنت ہے یا مستحب۔

جواب: یہ دعا امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے آداب تلاوت رص ۲۸۷ ج ۱) میں ذکر کی ہے، اس میں اللھم انس وحشتی فی قبری کے الفاظ نہیں۔ اللھم ارحمنی بالقرآن سے شروع ہوتی ہے۔ حافظ عراقی تخریج احیاء میں لکھتے ہیں کہ اس کو ابو منظفر بن حسین الارجانی نے فضائل قرآن میں اور ابو بکر بن الضحاک نے شمائل میں ابو ذہری کے طریق سے داؤد بن قیس کی روایت سے معضلاً ذکر کیا ہے

خاص ڈپازٹ سرٹیفیکیٹ کا نفع

سائلہ مہر بانو کراچی

سوال: آپ حضرات سے استفسار یہ ہے کہ کیا خاص ڈپازٹ سرٹیفیکیٹ منافع کی رقم سے مکان کا کرایہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ مصرف جائز اور درست ہوگا؟ اگر نہیں تو اس رقم کے مصرف کی جائز صورت سے آگاہ فرمائیں۔

جواب: خاص ڈپازٹ سرٹیفیکیٹ پر جو منافع دیا جاتا ہے یہ سود ہے اس کا استعمال جائز نہیں، سرکاری اداروں میں این آئی ٹی کا ادارہ فی الجملہ غنیمت ہے اس میں رقم جمع کرائی جا سکتی ہے۔

میت کی نماز جنازہ

غلام رسول ڈسکہ

۱۹۴۷ء میں انڈیا سے پاکستان کی طرف ہجرت کرتے ہوئے راستہ میں ہی بمقام وزیر آباد میری والدہ انتقال کر گئیں اس وقت حالات اس طرح تھے کہ ہم فاقوں کے مارے ہوئے اور بے گھر تھے۔ علاوہ ازیں خطرات بھی تھے ہم میں دین سے ناواقفیت بھی تھی ان اسباب کی وجہ سے ہم نے بغیر جنازہ کے ہی صرف ۳ آدمیوں نے والدہ محترمہ کو دفن کر دیا۔ اب جبکہ خدا کے علم دین سے واقفیت عطا فرمائی ہے، سوچتا ہوں کہ ہم نے نماز جنازہ نہیں پڑھا اس کے حل کے لئے اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔

جواب: میت کی نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اس فرض کو نہ ادا کرنے کی وجہ سے سب لوگ گنہ گار ہوئے اب دعا و استغفار کے سوا اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔

نوٹ: اگر کسی کو نماز جنازہ کی دعائیں یاد نہ ہوں تو وضو کر کے جنازے کے سامنے کھڑے ہو کر نماز جنازہ کی نیت باندھ کر تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے تب بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

نظر بد کی دعا

سوال: نظر کس طرح اتاری جاتی ہے کیا طریقہ ہے مجھے نظر بد کی دعا لکھ کر دیں۔

جواب: سرخ مرچوں کے گیارہ دانے لے کر ان پر اول و آخر ۱۱، ۱۱ بار درود شریف اور ۱۱ مرتبہ یہ دعا پڑھ کر دم کر کے آگ میں جلائیں

اعوذ بکلمات اللہ التامات من کل شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ۔

پریشانیوں کا حل

بشارت حسین کراچی

سوال: پچھلے پانچ سالوں سے میں مختلف پریشانیوں کا شکار ہوں۔ میری چار بڑی بہنیں ہیں اور میرا ایک چھوٹا بھائی ہے۔۔۔ ۲ جنوری ۱۹۸۶ء کو والد صاحب کا انتقال ہو گیا جس کے بعد میری مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا اسی سال میری بڑی سے چھوٹی بہن کی شادی ہو گئی دن جیسے تیسے گذرتے گئے اور پھر اچانک میری والدہ کا انتقال بھی ہو گیا۔ میری بڑی بہن کا رشتہ لگتا ہے لیکن شادی ہوتے ہوتے ختم ہو جاتی ہے اس وجہ سے میرے والدین بھی کافی پریشان تھے اور اب میں بھی کافی پریشان رہتا ہے۔ دوسری طرف بے روزگاری کی وجہ سے کافی پریشان ہوں میں تو اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں۔ خدا میری تمام تر پریشانی دور فرما۔ آپ بھی میری ان پریشانیوں کو قرآن وسنت کی روشنی میں رفع کر دیں۔

جواب: آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائیں، روزانہ نماز عشاء کے بعد اول و آخر ۱۱۔ ۱۱ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں ۱۱ سو مرتبہ یالطیف پڑھ کر دعا کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ مشکلات کو آسان فرمائیں۔

بقیہ: مرزائی نامہ

پن کا واضح ثبوت ہیں یہاں تک کہ خود مرزا کے قادیانی کے امتیوں اور حامیوں کو ان کے کھوکھلے پن کا احساس اور ادراک ہے مگر وہ بھی بے حیائی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ ان کے پیرو مرشد اور جھوٹے نبی نے دنیاوی اغراض و مقاصد کے لئے اوڑھ رکھا تھا۔

الغرض مولانا غلام مرتضیٰ احمد خان میکش کا خوبصورت انداز بیاں، دلنشیں الفاظ اور عالمانہ دلائل قادیانیوں کو راہ ہدایت پانے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو استحکام اور استقامت بخشنے میں مد ثابت ہو سکتے ہیں۔

قادیانیوں کی طرف سے کئے گئے ان سوالوں کے جوابات پہلی دفعہ تاج کمپنی لمیٹڈ نے کتابی صورت میں شائع کئے مجلس ختم نبوت بھی مبارکباد کی مستحق ہے کہ جس نے آغا مرتضیٰ احمد خان میکش کی خوبصورت کتاب کو نوجوان نسل اور اس دور میں متعارف کرانے کے لئے خصوصی کوشش کر کے تاج کمپنی لمیٹڈ کی شائع کردہ کتاب کا عکس شائع کر دیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام تک پہنچ سکے۔ کتاب کا ٹائٹل گیٹ اپ، کتابت اور قیمت نہایت ہی مناسب ہے خدا کرے یہ کتاب قادیانیوں کے لئے صحیفۂ ہدایت اور مسلمانوں کے لئے استقامت کا ذریعہ بنے خدا کرے کہ مجلس ختم نبوۃ بھی اسی طرح قائم و دائم رہے اور یونہی مذہبی مواد اور دینی و اخلاقی لٹریچر عوام اور مسلمانان عالم تک پہنچاتی رہے

(آمین)

ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل

یکم تا ۷ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ ستمبر ۱۹۹۰ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۱۶

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ―― ۲
۲۔ انتخاب ―― ۴
۳۔ وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خاں اپنی پوزیشن واضح کریں ―― ۵
۴۔ غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے ―― ۶
۵۔ ورق تو یہ کھلا ہے ―― ۷
۶۔ بابری مسجد تاریخ کیا کہتی ہے ―― ۹
۷۔ بزم ختم نبوت ―― ۱۱
۸۔ بچوں کی شوخی ―― ۱۲
۹۔ ترانے ―― ۱۲
۱۰۔ مرزائی نامہ پر ایک نظر ―― ۱۳
۱۱۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کا خطاب ―― ۱۴
۱۲۔ یہ ڈرامہ ہے یا ثبوت ―― ۲۳
۱۳۔ شیزان کا بائیکاٹ ―― ۲۵
۱۴۔ مدینہ کی عظمت ―― ۲۸

پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳۰ ... کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر ۷۷۱۱۹۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۴۹۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

اچھے دوست کی شناخت

ایک مسلمان کی دوستی مسلمان سے ہونی چاہیئے جیسا کہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ تیرا دوست صرف ایمان والا ہی ہو اور تیرا کھانا صرف متقی ہی کھائے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آدمی کا حشر اس کے دوست کے دین پر ہوگا لہٰذا اسے چاہیئے کہ دوستی سے پہلے دیکھ بھال لے کہ وہ کس سے دوستی باندھ رہا ہے۔ جو دنیا میں برے شخص کو دوست بنائے گا وہ آخرت میں پچھتائے گا۔ علامہ شیخ احمد رومیؒ اپنی کتاب مجالس الابرار میں لکھتے ہیں کہ ایسا شخص قیامت کے دن کہے گا کہ ہائے خرابی میرے لئے کہ میں فلاں کو دوست نہ بناتا اے کاش میرے اور اس کے درمیان مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا۔

علامہ موصوف نے اسی کتاب میں اچھے دوست کی چند شرطیں لکھی ہیں کہ وہ ان اچھی صفات کا حامل ہو۔

۱۔ اس میں عقل کامل ہو احمق اور بے وقوف کی دوستی کا کوئی فائدہ نہیں وہ بھلائی کرنا چاہے گا مگر نقصان کر بیٹھے گا۔ اور عقل مند شخص وہ ہے جو چیزوں کی حقیقت اور اصلیت کو خود بخود سمجھتا ہو یا سکھانے اور سمجھانے سے سمجھتا ہو۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص احمق شخص سے تعلق چھوڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میں مردوں کے زندہ کرنے سے بھی عاجز نہیں ہوا لیکن احمق کے علاج سے عاجز ہوگیا۔

۲۔ دوسری خصلت کہ جس سے دوستی کی جائے وہ نفسانی خواہش کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہو گو اچھے اخلاق کا مالک نہ ہو وہ عموی طور پر تیز ہو غصہ اور شہوت غلبہ کرے گی تو نفس کی اطاعت خواہش چاہتی ہے۔ ۳۔ ایسے شخص سے دوستی شخص گناہ کبیرہ کرتا ہے وہ خدا سے نہیں ڈرتا۔ جو نقصان پہنچ سکتا ہے اور اس کی دوستی کا جھوٹے شخص کی دوستی میں کوئی بھلائی نہیں کسی ۵۔ پانچویں شرط بہادر ہونا ہے ڈرپوک کی دوستی حالات میں مدد چھوڑ دے گا اپنی ڈرپوک طبیعت میں وہ تم سے چھپ جائے گا۔ ۶۔ چھٹی دوستی میں کچھ بھلائی نہیں جو دنیا دار نہ ہو۔ اور دائمی محبت وہی ہوتی ہے جو اللہ کیلئے ہو

شخص حسن خلق اور اچھی سیرت کا مالک ہو جو غصہ اور ہو اس سے دوستی میں کوئی بھلائی نہیں۔ جو آدمی کچھ دیر کرا پنی اصل حالت پر جان لے گا لیکن جب اس پر کرے گا۔ اور وہی کام کرے گا جو اس کی کرنی چاہیئے جو نیک ہو۔ فاسق نہ ہو کیونکہ جو اللہ سے نہیں ڈرتا اس سے کبھی بھی کوئی بھروسہ نہیں۔ ۴۔ چوتھی خصلت سچائی ہے وقت کبھی آدمی اس کے جھوٹ کا دھوکہ کھا سکتا ہے میں کوئی بھلائی نہیں ایسا شخص پریشانی اور سختی کی وجہ سے وہ تمہیں ڈرائے گا بلکہ ایسے حالات خصلت وفاداری ہے اس واسطے کہ ایسے شخص وفاداری کے معنی محبت پر قائم اور ہمیشہ رہنا ہے بیچے ہے۔

انتخاب — الہام اور خواب

علماء اس کی تصریح فرما چکے ہیں کہ الہام یا خواب احکام الٰہی کا علم حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں ہیں خصوصاً وہ الہام یا خواب جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو۔

(مجالس الابرار)

جو شخص اپنے افعال اور اقوال اور احوال کو کتاب و سنت کے ترازو میں نہ تولے اور اپنے خطرات قلبی کو مشکوک نہ سمجھے اس کو مردان خدا میں شمار نہ کرو۔ (مجالس الابرار)

ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر تم دیکھو کسی شخص کو طرح طرح کی کرامتیں دی گئی ہیں یہاں تک کہ ہوا میں چار زانو آلتی پالتی مار کر بیٹھا ہو یا پانی پر چلتا ہو تو ان باتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ وہ امر و نہی اور حدود شرعی کی نگہداشت اور احکام شریعت کی پابندی کس درجہ پر کرتا ہے یا نہیں (ابو حفص ص ۹۴)

کسی نے حضرت ابو یزید بسطامیؒ سے کہا کہ فلاں شخص ایک رات میں کہ معظمہ پہنچ جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ شیطان ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے حالانکہ وہ ملعون و مردود ہے اس بنا پر ہر شخص کہ جس سے کچھ بھی اخلاق ظاہر ہوں خدا کا دوست اور ولی سمجھنا جائز نہیں کیونکہ جس طرح اس کا خدا کا دوست ہونا ممکن ہے اسی طرح دشمن خدا بھی ہونا ممکن ہے اسلئے کہ شاید وہ امر محض ریاضت یا شیطان کے فریب سے ہوا ہو کیونکہ بعض اوقات شیطان بعض امور کو اس طرح سے انسان کے سامنے پیش کرتا ہے کہ وہ فی الواقع ویسے نہیں ہوتے اور باطل چیزیں حق کی صورت میں دکھاتا ہے۔ (مجالس الابرار)

استاد کی دعا

امام ابو یوسفؒ جب حضرت امام ابو حنیفہؒ کے پاس تھے تو عسرت اور افلاس کی زندگی بسر کرتے تھے حتیٰ کہ کبھی کبھی حضرت امام ابو حنیفہؒ کے فیض صحبت کا سلسلہ منقطع کرکے تلاش معاش کے لئے مجبور ہو جایا کرتے تھے فقر و فاقہ کے باوجود امام ابو یوسفؒ کا شوق علم دیکھ کر ایک مرتبہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے انہیں دعا دی کہ تم ہمیشہ عیش و تنعم کی زندگی بسر کرو گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آپؒ ہارون رشید کے قاضی القضاۃ بن گئے اور اپنی فراخ دستی کے زمانے میں بھی اپنے استاد کی دعا کو یاد کرکے اظہار تشکر کرتے تھے اس شکر گزاری کا سبب ایک مرتبہ ہارون رشید نے امام ابو یوسفؒ سے دریافت کیا تو آپ نے اپنے استاد حضرت امام ابو حنیفہؒ کی دعا کا قصہ بے کم و کاست بیان کر دیا جس کو سن کر ہارون رشید بہت متاثر ہوا۔

(حقائق و معارف)

مرتبہ: مولانا منظور احمد الحسینی

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان اپنی پوزیشن واضح کریں

ہم ان لوگوں کی طرح نہیں جو خواہ مخواہ کسی کو قادیانیت کی طرف دھکیل دیتے ہیں اور الزام لگا دیتے ہیں کہ فلاں شخص قادیانی ہے پچھلے دنوں ایک صاحب نے صدر غلام اسحٰق خان کو بھی قادیانی لکھ مارا۔ لیکن ہم اس وقت تک کسی کے بارے میں بات نہیں کرتے جب تک ہمیں اس کے بارے میں حتمی ثبوت نہ مل جائے۔ صاحبزادہ یعقوب خان کے بارے میں اب تک ہمارا تاثر یہی ہے کہ وہ قادیانی نہیں لیکن ربوہ سے ماہنامہ انصار اللہ جولائی ۱۹۹۰ء کا جو ضمیمہ شائع ہوا ہے اس میں صاحبزادہ یعقوب خان کے بارے میں ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون میں نجم الدین مرزا کے حوالے سے لکھا ہے۔

۱۔ پاکستان میں سر ظفر اللہ کے بعد دنیا بھر میں کسی پاکستانی وزیر خارجہ کو پذیرائی ملی ہے تو وہ صاحبزادہ یعقوب خان ہیں۔

۲۔ امریکہ کے سابق صدر نکسن نے ان کے متعلق کہا کہ یہ دنیا میں ایک نمایاں مفکر ہیں۔

۳۔ جہاں تک سوویت یونین کا تعلق ہے اس نے بھی صاحبزادہ یعقوب خان کی تعریف کرنے میں کسی قسم کے بخل سے کام نہیں لیا انہیں ایک ذہین انسان ہونے کا اور نمایاں شخصیت کے مظہر ہونے کا سرٹیفکیٹ دیا ہے۔

۴۔ ظفر اللہ خان جو پاکستان کے سب سے پہلے وزیر خارجہ تھے اور جنہوں نے دیو مالائی حیثیت اختیار کر لی ہے اقوام متحدہ میں اپنی پرجوش تقریروں کے لئے بہت مشہور رہے۔ اس وقت کے بعد اگر پاکستان کو کوئی کام کا وزیر خارجہ ملا ہے جنہوں نے اپنا سکہ منوایا ہے تو وہ صاحبزادہ یعقوب خان ہیں۔

۵۔ انہوں نے (صاحبزادہ یعقوب صاحب نے) سر ظفر اللہ کا اتنے اچھے الفاظ میں ذکر کر کے اپنے آپ کو ان لوگوں میں شامل کر لیا ہے راست گوئی جن کا طرہ امتیاز ہے۔

(ضمیمہ انصار اللہ ص۹، ص۱۱، ص۱۲)

اس مضمون میں شاید عمداً دو باتوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔

۱۔ یہ کہ صاحبزادہ صاحب کو خارجی امور میں جو مہارت حاصل ہے اور جس کی وجہ سے انہیں پوری دنیا میں پذیرائی مل رہی ہے وہ ان کی ذاتی نہیں بلکہ دیو مالائی شخصیت سر ظفر اللہ کی صحبت اور شاگردی کا اثر ہے۔

۲۔ ان کے بارے میں مرزا قادیانی کا کوئی الہام اور دوسرے قادیانی سربراہوں کے رؤیا و کشوف بیان نہیں کئے گئے۔

ممکن ہے جب صاحبزادہ صاحب وزارت خارجہ کے منصب سے الگ ہو جائیں تو یہ دونوں باتیں بھی مضمون کی شکل میں پیش کر دی جائیں بہرحال اس مضمون میں ظفر اللہ اور صاحبزادہ صاحب کا جس انداز سے یکجا ذکر کیا گیا ہے اس نے صاحبزادہ صاحب کی حیثیت کو عوام الناس میں مشکوک ہی نہیں مشکوک تر بنا دیا ہے۔

قادیانی بہت کم کسی مسلمان کی تعریف کرتے ہیں (ہاں از قسم منافقین جو مسلمان ہیں اور جو قادیانیوں کو مسلمان قرار دیتے ہیں ان کی رائے کو ایک غیر جانبدار منصف مزاج کی رائے قرار دے کر بہت زیادہ اچھالتے ہیں اور اس سے اپنا مفاد حاصل کرتے ہیں) ان کا تو مسلمانوں کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ وہ غیر مسلم کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان سے تعلقات لین دین میل جول حتیٰ کہ رشتہ داریاں تک جائز نہیں۔ مسلمانوں کے بچوں کی بھی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ہم اس مضمون کو پڑھ کر بہت زیادہ حیران ہیں کہ آخر جن لوگوں کا مسلمانوں کے بارے میں مذکورہ عقیدہ ہو وہ ایک مسلمان وزیر خارجہ کی تعریف میں کیسے رطب اللسان ہیں اور ان کی حمایت میں مضامین کس لئے شائع کر رہے ہیں۔

بہرحال اس مضمون کے شائع ہونے کے بعد صاحبزادہ صاحب کی طرف عوام و خواص کی انگلیاں اٹھنا شروع ہو گئی ہیں ایسے میں صاحبزادہ صاحب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی پوزیشن صاف کریں اور واضح طور پر اعلان کریں کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کے تمام ماننے والوں کو مرتد کافر اور زندیق سمجھتے ہیں۔

غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جان دینے سے نہیں ڈرتے

تحریر: سید منظور احمد شاہ آسی، مانسہرہ

مسلمان کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو لیکن ناموسِ رسالت پر جان دینا اپنی سب سے بڑی نیک بختی سمجھتا ہے۔ تاریخ کے دامن میں ایسے سیکڑوں واقعات موجود ہیں کہ نبی کریمؐ کے پروانوں نے گستاخانِ رسولؐ کو وہ سبق سکھایا جو رہتی دنیا تک یادگار ہے اور رہے گا ایسے دو واقعات پیشِ قارئین ہیں۔

۱۹۲۳ء میں ہسپتال روڈ لاہور کے ایک کتاب فروش راج پال نے حضور سرورِ کائنات کی ذاتِ اقدس پر ایک انتہائی شرمناک اور کذب و افتراء سے بھرپور کتاب شائع کی۔ اس کتاب کا نام ہی مسلمانوں کو اشتعال دلانے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ کتاب کی اشاعت ہی سے برصغیر کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک اضطراب کی ایک شدید لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں میں غیظ و غضب برپا ہو گیا۔ ملعون انگریزوں نے مسلمانوں کے جذبات ٹھنڈا کرنے کے لئے راج پال کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا کہ اس کتاب کی اشاعت میں فرقہ وارانہ منافرت پھیلی ہے۔ ماتحت عدالت نے مقدمہ کی سماعت کے بعد راج پال کے جرم کو تسلیم کر کے دو سال قید سخت کی سزا اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کر دیا جب پنجاب ہائی کورٹ میں ملزم کی طرف سے اپیل دائر کی گئی تو جسٹس سر شادی لال نے ملزم راج پال کو لگے ہاتھوں بری کر دیا۔ مسلمانوں کے دل پہلے ہی زخمی تھے اب اس پر نمک پاشی اور غیر متوقع اور ناگہانی فیصلے نے جلتی پر تیل کا کام کر دیا اور جذبات شدید مشتعل ہو گئے۔ مسلمانوں نے اب قانون شکنی کا فیصلہ کر لیا چنانچہ ۲۴ ستمبر ۱۹۲۷ء کو ایک مسلمان خدا بخش نے ملعون راج پال پر قاتلانہ حملہ کیا لیکن وہ مردود بچ گیا۔ حملہ آور خدا بخش کو سات سال قید کی سزا سنا دی گئی۔ اس فیصلے سے مسلمانوں میں مزید ہیجان پیدا ہوا۔ چنانچہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو ایک اور نوجوان عبدالعزیز نے شیطان راج پال کو جہنم رسید کرنے کے لئے حملہ کیا لیکن راج پال کی قسمت اس دفعہ بھی ساتھ دے گئی اور یوں وہ بچ گیا۔ عبدالعزیز کے خلاف قاتلانہ حملہ کے جرم میں مقدمہ چلا اور چودہ سال قید کی سزا دی گئی اب تو مسلمانوں کے سینوں کا لاوا ناقابلِ بیان حد تک پک چکا تھا اور بقول شاعر ؎ یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔ چنانچہ ۵-۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو لاہور میں امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے احتجاجی جلسے کا اعلان فرمایا حکومتِ وقت نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی لیکن نواسۂ رسول شیرِ خدا کا بیٹا کب ڈرنے والا تھا۔ وہ تو نانا کی عزت پر کٹ مرنے کو دنیا کی سب سے بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ جب امیرِ شریعت کی تقریر شروع ہوئی تو شاہ جیؒ نے فرمایا کہ آج لوگ فخرِ رسل خاتم الانبیاء کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے جمع ہوئے ہیں آج انسان کو عزت بخشنے والے کی عزت خطرے میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر تمام موجودات کو ناز ہے۔ آج مفتی کفایت اللہؒ اور مولانا احمد سعیدؒ کے دروازے پر ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ ام المؤمنین خدیجۃ الکبریٰؓ آئیں اور فرمایا کہ ہم تمہاری مائیں ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں کہ کفار نے ہمیں گالیاں دی ہیں اور پھر شاہ جی نے کروٹ لے کر فرمایا ارے دیکھو تو اماں عائشہ دروازے پر تو نہیں کھڑیں یہ سن کر جلسہ ہل گیا کہرام مچ گیا اور لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے اور لوگوں کی نگاہیں بے ساختہ دروازہ کی جانب اٹھ گئیں۔ شاہ جیؒ نے فرمایا دیکھو دیکھو سبز گنبد میں رسول اللہ تڑپ رہے ہیں۔ خدیجہؓ، عائشہؓ پریشان ہیں امہات المؤمنین آج سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں عائشہؓ پکارتی ہیں۔ وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ حمیرا کہہ کر پکارتے تھے جنہوں نے حبیب پاکؐ کو وصال کے وقت مسواک چبا کر دی تھی۔ انکے ناموس پر قربان ہو جاؤ بیٹے ماں کی ناموس پر کٹ مرا کرتے ہیں۔

جب شاہ جی تقریر فرما رہے تھے تو اس جلسہ میں علم الدین شہید نام کا نوجوان بھی موجود تھا۔ وہ ایسا بے خود ہوا کہ خنجر لے کر سیدھا تلاش کرتا راج پال کے پاس پہنچا اور بھرے بازار میں اس ملعون مصنف کو جہنم رسید کر دیا اس مقدمہ میں قائد اعظم محمد علی جناح نے علم الدین کی طرف سے وکالت میں پیروی کی اور علم الدین سے کہا کہ آپ انکار کر دیں میں بچا لوں گا لیکن علم الدین نے کہا جو اعزاز اللہ نے مجھے عطا فرمایا ہے اب میں اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتا چنانچہ غازی علم الدین شہید کو پھانسی ہوئی اور یوں ملعون کی جان لیکر اپنی جان دے کر ناموسِ رسالت کا تحفظ اپنے لہو سے کر گیا۔

۲۔ ۱۹۳۳ء میں آریہ سماج حیدرآباد کے سیکرٹری نتھو رام نے "ہسٹری آف اسلام" کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر کے شائع کر دی۔ جس میں سرکارِ دو عالمؐ کی شانِ اقدس میں گستاخی کی گئی تھی۔ مسلمانوں کے دلوں پر ابھی ملعون راج پال کے لگائے ہوئے چرکے تازہ تھے اور غازی علم الدین شہید بھی شہادت کا پیالہ نہ پی چکا تھا۔ اس واقعہ نے مسلمانوں کو تڑپا کر رکھ دیا اور جگہ جگہ قانون شکنی تصادم، اور فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑا انگریز نے مصلحت اور دوراندیشی سے کام لیتے ہوئے نتھو رام کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا عدالت نے ایک سال قید اور معمولی جرمانے کی سزا سنا دی لیکن یہی کیس اپیل کے لئے ڈی ایم فیرس جوڈیشل کمشنر کراچی کی عدالت میں منتقل ہوا تو کمشنر نے درخواست منظور کر کے اس گستاخِ رسولؐ نتھو رام کی ضمانت منظور کر لی مسلمانوں کو توقع تھی کہ انگریزی حکومت ملزم سے کسی قسم کی رُو رعایت نہ برتے گی۔ کراچی کے ہر مسلمان کا جوش و جذبہ قابلِ دید تھا اور نتھو رام کی اس دل آزار کتاب نے ان کا صبر و سکون چھین لیا تھا۔ اور پھر انگریزی حکومت

کے جانبدارانہ فیصلے نے مزید اشتعال پیدا کر دیا چنانچہ ۱۹۳۴ء میں جب دوڑ مجوں پر مشتمل گستاخ رسول نتھو رام کے مقدمہ کی سماعت ہو رہی تھی اور کمرۂ عدالت قانون کے ماہرین اور معززین شہر سے بھرا ہوا تھا تو نبی کریم صلی اللہ کا ایک بیٹا اُٹھا پروانہ وار آگے بڑھا اور اپنا تیز دھار چاقو نکالا اور شاہین کی طرح نتھو رام پر جھپٹا دو تین وار گردن پر کئے وار ایسے کاری تھے کہ ملعون نتھو رام جج صاحب کے سامنے ڈھیر ہو گیا۔ اور غازی عبدالقیوم نے بغیر کسی گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ کے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ غازی عبدالقیوم پر مقدمہ چلا اس کو موت کی سزا سنادی گئی ہزاروں مسلمانوں نے کہا بیان تبدیل کر لو لیکن اس نے کہا میں جھوٹ کہہ کر اپنی عاقبت خراب نہیں کرنا چاہتا اور میں نے جان دے کر شہادت کا مرتبہ حاصل کیا ہے۔ اب اس کو کھونا نہیں چاہتا۔ غازی عبدالقیوم موضع "غازی" نزد تربیلا کا رہنے والا تھا کراچی میں وکٹوریہ گاڑی چلاتا تھا۔ جونا مارکیٹ کی کسی مسجد میں گیا تو وہاں توہین پیغمبر کا واقعہ سنا اور ارادتاً ملزم اور ملعون نتھو رام کے بالکل قریب بیٹھ گیا تھا۔

جب غازی عبدالقیوم شہید نے نتھو رام کو قتل کر دیا تو اس کے خلاف مقدمۂ قتل چلا تو غازی عبدالقیوم نے برطانوی شاہ "جارج پنجم" کی تصویر جو عدالت میں لٹک رہی تھی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے تو میں اپنے آقا و مولا کی شان میں گستاخی کرنے والے ملعون کو کیسے معاف کر دیتا جس بات کا فیصلہ تمہارا قانون نہ کر سکا اس کا فیصلہ میں نے کر دیا ہے اس تاریخی مقدمہ میں بڑی معرکہ آلارا بحثیں ہوئیں اور مسلمانوں نے اس مقدمہ میں حکیم الامت علامہ اقبالؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کو بطور گواہ طلب کرنے کی درخواست کی لیکن انگریزی عدالت نے نہ مانا مقدمہ کی سماعت کے وقت عدالت کے باہر ۲۰-۲۵ ہزار مسلمان موجود تھے چنانچہ غازی عبدالقیومؒ کو پھانسی کی سزا دی گئی اور کراچی کے ایک قبرستان میں آج وہ آرام فرما ہیں اور وہیں دفن کئے گئے۔ احقر کو انکی قبر پر حاضری کا شرف کئی دفعہ حاصل ہوا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پروا نہیں کرتے

درِ توبہ کھلا ہے

جناب حکیم محمد سعید دہلوی

آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں وہ قوموں کی زندگی میں اس وقت رونما ہوتے ہیں جب صفحۂ ہستی سے ان کے نام و نشان کے مٹ جانے کی ساعت قریب آجاتی ہے، ہر طرف ظلم و تعدی کی آندھیاں چل رہی ہیں انسانوں کو اپنے جیسے انسانوں کے لہو کی تشنگی نے زندگی کے اس مقام پر پہنچا دیا ہے جہاں انسانیت شرمسار اپنے گریبان میں منہ چھپانے لگی ہے۔

فرد و جماعت کی زندگیوں پر اللہ کی نافرمانی اور بدترین معصیتوں کی ظلمت محیط ہو چکی ہے ہر شعبے میں خود غرضی، نفس پرستی اور حرص و ہوس کا بازار گرم ہے اخلاق و انسانیت کا دامن تار تار ہو چکا ہے کوئی کسی کا نہیں اور انتہا یہ ہے کہ انسان خود اپنا بھی نہیں! وہ محبت سے محروم ہے امن و عافیت سے محروم ہے نفرتوں کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ رنجشیں خون آشام عداوتوں تک پہنچ چکی ہیں۔ روش زندگی اور کردار احکام الٰہی کی گرفت سے آزاد ہوتے جا رہے ہیں۔ دل کی دنیا ویران اور زیست کا دائرہ تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ اخوت و محبت اور امن و امان کی قوتوں اور برکتوں سے محروم ہو کر ہماری اجتماعی زندگی، خودکشی کے آخری مرحلے پر ہے، انفرادی زندگی پر خوف یاس اور حزن کا تسلط ہے۔

ایک بہت بڑا سوال ہر شخص کے ذہن میں یہ پیدا ہو رہا ہے کہ آخر ان حالات کا ذمہ دار کون ہے۔؟

اس کا جواب کون دے؟ اور کون یہ بتائے کہ عرصۂ حیات عرصۂ محشر کیوں بن گیا ہے؟ اس نشاندہی کا حق تو صرف خالق کائنات کو ہے اور اس نے اقوام و اُمم کی تباہیوں کے پس پردہ اصل محرک کی نشاندہی اپنی کتاب میں بہت کر دی ہے۔

"تم لوگوں پر جو مصیبت بھی آئی ہے تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے اور اللہ تو تم سے بہت درگزر کرتا ہے۔" (ترجمہ ..... الشوریٰ ۳۰)

ہر چند کہ یہ آیت اپنے شانِ نزول کے اعتبار سے خاص ہے، لیکن انسانی آلام و مصائب کی توجیہہ کے سلسلے میں یہ آیت اس نقطۂ نظر کی طرف ہماری رہنمائی کر رہی ہے ہر بحران و انتشار، خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی اس سے نجات کے لیے سب سے پہلے ہمیں اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اسے اپنی بداعمالیوں کا نتیجہ قرار دے کر رب کریم سے مغفرت طلب کرنی چاہیے۔

حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے احکام سے سرکشی اور اپنے سنگین گناہوں سے توبہ استغفار کی ہدایت فرمائی تھی اور یقین دلایا تھا کہ توبہ سے نہ صرف سارے گناہ معاف ہو جائیں گے بلکہ رحمتوں کے دروازے کھل جائیں گے مال و اولاد میں برکت ہوگی، رب کریم کی نعمتوں کی بارش ہونے لگے گی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی اس دعوت کا تذکرہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں ہے۔

"اپنے رب سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا تمہیں مال و اولاد دے گا، تمہارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کرے گا۔" (ترجمہ..... نوحؑ ۱۰، ۱۱، ۱۲)

ایمان اگر ہو تو توبہ اندھیرے سے اجالے میں لاتی ہے، معصیتوں اور نافرمانیوں کے داغ دھبے دھو دیتی ہے محرومیوں اور ناکامیوں کو کامرانیوں سے بدل دیتی ہے، سر بمہر تقدیروں کو کھول دیتی ہے۔ توبہ سے طمانیت اور مسرت سے معمور ایک نئی زندگی کی بشارت ملتی ہے قوموں اور امتوں کے سر سے قہر و عذاب کا خطرہ ٹل جاتا ہے۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بابت معافی مانگتا

رہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا اور اس کی فکر و پریشانی کو دور کرکے کشادگی اطمینان عطا فرمائے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان نہ ہوگا۔" (ابن ماجہ)

دین و دنیا میں انسانی کامیابی کا حقیقی راز اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے، جس کے اعمال و افعال اور طرز زندگی اور بندگی سے معبود برحق خوش ہو گیا اس کیلئے گلستان حیات ایک جنت ارضی مسرت بن گیا اور جس سے وہ ناراض ہوا ذلت اور رسوائی اس کی تقدیر بن گئی۔

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی جس عمل سے حاصل ہوتی ہے اور جس سے گناہ گار و خطاکار بندوں کے دن پھرتے ہیں وہ توبہ ہے، اس سے دریائے رحمت جوش میں آتا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسا خوش ہوتا ہے کہ ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"قسم ہے اللہ عزوجل کی کہ مومن بندے کی توبہ سے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا خوش ایک مسافر اپنی گم شدہ اونٹنی اور زاد راہ کے ملنے سے ہوتا ہے۔" (بخاری)

ابن القیم نے لکھا ہے کہ .....

"جب بھی کسی بندے کے دل میں یہ احساس جاگ اٹھے کہ اس کی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے اور اس نے معصیت کی وجہ سے اپنا مستقبل تباہ و برباد کر لیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ کے دامن رحم و کرم کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں تو پھر اس کے لیے اپنی دنیا و عافیت سنوارنے کی واحد صورت یہی رہ جاتی ہے کہ وہ ندامت و پشیمانی کے مکمل احساس کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سائل بن کر اس کی بارگاہ کرم کی طرف رجوع کرے۔ سچے دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑائے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور آئندہ کیلئے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کا عہد کرے تو یقین ہے کہ وہ رب کریم جس کی رحمت و رافت، ماں کی شفقت سے بھی کہیں زیادہ ہے اپنے بندے کی توبہ سے خوش ہو کر سب کچھ معاف فرما دیگا۔"

اپنی وسیع ترین مغفرت و بخشش کے بارے میں اس کا ارشاد ہے کہ۔

"یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔" (ترجمہ ..... الزمر ۵۳)

بندہ چاہے جتنا بھی گناہ گار اور خطاکار ہو توبہ سے اس کا رب اس سے خوش ہوتا ہے اور یوں اس کی خزاں رسیدہ زندگی میں بہار آ جاتی ہے۔ رحمتوں کے جھونکے رنج و غم کے سارے زخموں کو مندمل کر دیتے ہیں اور عزت و کامرانی اس کے قدم چومتی ہے۔

یہ ضابطہ الٰہی فرد کے لیے بھی ہے اور جماعت کیلئے بھی۔ اجتماعی توبہ سے بھی اللہ تعالیٰ اتنا ہی خوش ہوتا ہے جتنا انفرادی توبہ سے شکست و نامرادی کے فیصلے فتح و کامیابی سے بدل جاتے ہیں۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ توبہ کا وقت کب تک باقی رہتا ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری نافرمانی اور ہمارے مسلسل گناہوں نے رحمتوں کے دروازے بند کر دیے ہوں اور توبہ کی گنجائش باقی نہ رہی ہو، یہ خیال درست نہیں ہے یہ ہماری مایوسیوں کی ایک آواز ہے۔ امیدوار رحمت کی آواز نہیں۔

توبہ کا وقت تو موت تک باقی رہتا ہے۔ آخری سانس سے پہلے تک سچے دل سے جو بھی توبہ کرے اسے مغفرت کی پوری پوری امید رکھنی چاہئے لیکن توبہ سے پہلے ہمیں اس کی حقیقت بھی جان لینی چاہئے تاکہ ہماری توبہ صرف الفاظ کی تکرار اور رسمی نوعیت کا عمل نہ رہے۔

توبہ دراصل گناہ و نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے کا ایک ابتدائی قدم ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ توبہ کرنے والا جس راہ پر چلتا تھا اب اس راہ پر نہیں چلے گا لیکن صرف اتنے عمل سے توبہ مکمل نہیں ہوتی بلکہ توبہ کا ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے۔ اگلا قدم یہ ہے کہ وہ جو کچھ کر چکا ہے اس کی تلافی بھی کرے۔

اگر اللہ کے بندوں کے ساتھ توبہ کرنے والوں سے کوئی ظلم و زیادتی ہوئی ہے تو اس کی تلافی اپنی محبت اور دوستی سے کرے اور ان کے ساتھ اتنا حسن سلوک کرے کہ دل سے نقش ختم مٹ جائے۔ اگر خود اس کے ساتھ کسی نے زیادتی کی ہو تو وہ اس طرح معاف کر دے کہ اس کے دل میں کوئی کدورت باقی نہ رہ جائے۔ اس طرح معاملات اور باہمی روابط کی دنیا میں ایک نئی زندگی کا آغاز ہر خلش سے پاک ہو کر کیا جائے۔

اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہیاں ہوئی ہوں تو توبہ کے بعد ہر قدم پر زندگی میں اطاعت الٰہی کا خیال رکھ کر تلافی کی کوشش توبہ کو مکمل بنا سکتی ہے۔ عبادات و معاملات کی ساری کوتاہیاں توبہ کے بعد تلافی کی کوشش سے دور کی جائیں تو توبہ انقلاب زندگی کا سبب بن جاتی ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

"پھر جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے تو اللہ کی نظر عنایت اس کی طرف ہو جائے گی۔" (ترجمہ ..... المائدہ ۳۹)

ہم اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے آج جس ذہنی، اخلاقی، علمی، اقتصادی اور معاشی بحران سے دوچار ہیں اس سے نجات پانے کی حقیقی راہ یہی ہے کہ سچے دل سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں اور احساس ندامت کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی مانگیں، اپنی بداعمالیوں کی تلافی اپنے حسن اخلاق و عمل سے کریں۔

توبہ کے عمل کا آغاز انفرادی طور پر کریں خود بھی عزم صمیم کے ساتھ توبہ و انابت کا عمل شروع کریں، اپنے بزرگوں اور خردوں کو بھی اور اپنے دوست احباب کو بھی اس طرف راغب کریں۔

ہم اپنے ان تمام اعمال کے لیے اللہ کے حضور حسرت و ندامت کے آنسوؤں کا نذرانہ پیش کریں جنہوں نے اسلامی اخوت کی شمع بجھائی، علاقائی عصبیت کے شعلے بھڑکائے، ہوا و ہوس کی پیروی کی، مفاد کی متاع قلیل پر دولت دین و ایمان قربان کی، اسلامی تعلیمات اور اسلامی اقدار سے انحراف کیا۔ وہ سارے گناہ کئے جن کے ارتکاب سے عذاب الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

قتل و غارت، خون ریزی، رہزنی اور امن شکنی سے لے کر وطن اور ضمیر کی سودے بازی تک کے دھبے دامن پر موجود ہیں۔ آج وہ مملکت جو ہمارے بزرگوں نے اپنے اسلامی و کردار کی قوتوں سے تعمیر کی تھی اس کی وحدت و سالمیت معرض خطر میں ہے اس لیے کہ علاقائیت، عصبیت اور باہمی [illegible] نے اس کی بنیادیں ہلا دی ہیں۔ وہ اقدار و تصورات جو تخلیق پاکستان کے محرک ہوئے تھے آج شکست و ریخت کے مرحلے سے دوچار ہیں۔ نظریاتی اور تصوراتی مملکت کی بقا کا انحصار تصور و نظریہ سے ہماری وفاداری پر ہے ہم آج اس نظریہ سے منحرف ہو کر اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ کیا اس کی بازیافت کے لیے توبہ و استغفار سے بڑھ کر کوئی اور تدبیر ہو سکتی ہے؟

بابری مسجد

تاریخ کیا کہتی ہے؟

اسلامی عدل وانصاف اور مسلمان انصاف پسند حکمران کا تاریخی کارنامہ

از: عبدالعزیز، چکوال

اورنگ زیب عالمگیر کی حکومت تھی۔ بتوں کا پجاری تھا اس کا نام پنڈت رام لعل تھا۔ ابراہیم اورنگ زیب عالمگیر کا شہر کوتوال جابر تھا۔ پنڈت رام لعل کی ایک خوبصورت لڑکی تھی اس کا نام شکنتلا تھا۔ شکنتلا صبح سویرے غسل کر کے نکلی بکھرا ہوا بدن، نکھرا چہرہ، خوبصورتی چاند کو شرما رہی تھی ادھر سے ابراہیم کوتوال گزر رہا۔ ابراہیم کے دل میں شیطان جاگا اور شہر کوتوال نے اپنی عیاشی کا سامان بنانے کے لئے ایک برہمن زادی پر اپنی نگاہیں ڈال دیں اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ اس لڑکی کے گھر کا پتہ لگا کر آؤ۔ سپاہیوں نے اس لڑکی کے گھر کا پتہ لگا کر ابراہیم کوتوال کو پیش کیا ابراہیم کوتوال نے سپاہیوں کو بھیج کر پنڈت رام لعل کو بلوایا اور اس سے کہا کہ اے پنڈت تیری بیٹی چاند سے زیادہ حسین اور گلاب سے زیادہ سرخ ہے میں اسے اپنی داشتہ بنا کر رکھنا چاہتا ہوں ایک ہفتے کے اندر اندر اپنی بیٹی کا ڈولا بھیج کر میری عیاشی کے چوکھٹ پر لا کر رکھ دے ورنہ تیرا گھر اجاڑ کر رکھ دوں گا اورنگ زیب عالمگیر کا وہ خدا ابراہیم کوتوال اپنے فرائض سے غداری کرتے ہوئے ایک پنڈت کی بیٹی کی عزت لوٹنے کے ناپاک ارادے رکھتا تھا پنڈت روتا ہوا گھر آیا بیوی نے چہرہ اترا ہوا دیکھا بیٹی نے باپ کو سسکتا تڑپتا ہوا پایا تو پوچھ اٹھی کہ پتا جی کیا بات ہے بچی کا حسین چہرہ دیکھ کر پنڈت رام لعل رونے لگا۔ انہوں نے کہا کہ بیٹی اورنگزیب کی حکومت میں کسی پنڈت کی عزت محفوظ نہیں رہ سکتی اس کے شہر کوتوال نے تیری عزت سے کھیلنے کے لئے مجھے صرف ایک ہفتے کی مہلت دی ہے شکنتلا دو منٹ کے لئے سکتے کی حالت میں آ گئی اور اس کے بعد اس کے ہوش و حواس درست کئے اور بولی پتا جی گھبرانے کی ضرورت نہیں بھگوان ہماری مدد کرے گا آپ شہر کوتوال کے پاس چلے جائیں اور اس سے کہیں کہ میری اکلوتی بیٹی ہے۔

ایک ہفتہ میں ایک باپ اپنی بیٹی کے لئے اپنے ارمان پورے نہیں کر سکتا آپ مجھے ایک ماہ کا وقت دے دیجئے مہینے بھر میں اس کے لئے اچھے کپڑے بناؤں گا اچھے زیور لاؤں گا اور سجا کر اپنی بیٹی کو آپ کے گھر بھیجوں گا پنڈت بیٹی سے بولا اگر ایک ماہ گزر گیا تب کیا ہوگا بیٹی نے کہا کہ پتا جی اس وقت جو میں کہہ رہی ہوں آپ وہی کیجئے پنڈت جی گئے اور جا کر کہا کہ مہاراج ایک ہفتے کا وقت بہت کم ہے میری بیٹی بھی خوش ہو گئی ہے میری بیوی بھی خوش ہو گئی ہے کہ ہم نارس کے حاکم کے پاس جا رہے ہیں مگر ہم کو ایک مہینے کا وقت کم از کم دیا جائے تاکہ اپنی بیٹی کا ڈولا سجانے کے لئے ایک باپ اپنے دل کے ارمان نکال سکے یہ بدمعاش شہر کوتوال اپنے بالوں میں خضاب لگائے ساٹھ سال کا بڈھا کھوسٹ اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بولا! ٹھیک ہے پنڈت رام لعل تم سمجھدار آدمی ہو جاؤ ہم نے تمہیں ایک ماہ کا وقت دیا گھر آیا پنڈت رام لعل نے شکنتلا کو بتایا کہ ہمیں ایک ماہ کا وقت مل گیا ہے بیٹی نے کہا پتا جی بنارس شہر میں مغل شہزادوں کا لباس سلا سلایا بکتا ہے میرے لئے ایک لباس لا دیجئے پنڈت نے کہا کہ بیٹی تو تو بیٹی ہے لڑکوں کے لباس کو کیا کرے گی شکنتلا بولی پتا جی جو کچھ میں کہتی ہوں آپ وہی کیجئے مغل شہزادوں کا لباس لایا گیا لڑکی نے وہ لباس پہنا۔ لڑکی سے لڑکا بنی۔ اصطبل سے گھوڑا نکالا اور کہا پتا جی آپ مجھ پر اعتماد کیجئے میں ٹھیک اٹھائیس دن میں واپس آ جاؤں گی میں جہاں جا رہی ہوں مجھے جانے دیجئے ماں نے بلکتے ہوئے اپنی بیٹی کے گرد منظر دیکھی ایک شہسوار بیٹی بیٹے کے روپ میں انصاف حاصل کرنے کے لئے مسلسل اپنی منزل کی طرف آگے بڑھتی رہی تو دن کے بعد دن بھر کی سفر کرتی تھی اور رات سرائے میں آرام کرتی تھی۔ دن کو پھر آگے چل دیتی ایک ہفتے بعد

وہ لڑکی شکنتلا دلی پہنچی جس دن اس نے دلی کا دروازہ دیکھا وہ دن جمعہ کا تھا اس نے سنا تھا کہ اورنگزیب عالمگیر جمعہ کے روز جامع مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں اور نماز پڑھ کر جب قلعہ معلی جاتے ہیں تو سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر فریادی اپنی اپنی فریاد پرچوں پر لکھ کر کھڑے ہوتے ہیں اور اورنگزیب کسی فریادی کو واپس نہیں کرتے لڑکی یہ سن کر جمعہ کے دن جامع مسجد پہنچ گئی لیکن اسے پہنچنے میں دیر لگ گئی جامع مسجد کی ہر سیڑھی فریادیوں سے بھری ہوئی تھی۔ سب سے نچلی سیڑھی پر ایک برہمن زادی شکنتلا کھڑی تھی وہ مغل شہزادے کی صورت میں کھڑی اپنا پرچہ لے کر اپنا دکھ لے کر اپنا درد۔ دیکھتے ہی دیکھتے اورنگزیب عالمگیر نماز کے بعد مسجد سے باہر نکلے دلی کی شاہجہانی مسجد کے زینے طے کر رہے تھے متعلقین ملازمان تھامے ہوئے تھے ایک ایک پرچہ دکھیاروں کا خود ہاتھوں میں لیتے تھے اور پڑھتے تھے حکم دیتے تھے آگے بڑھتے تھے جب سب سے نچلے زینے پر آئے اور ایک مغل شہزادے پر ایک نظر ڈالنے کے بعد نگاہیں ہٹا لیں اور اپنے کندھے سے اپنی شال اتار دی اس شال کے اندر اپنا ہاتھ چھپا کر آپ نے اس شہزادے کے ہاتھ سے وہ پرچہ لیا اس نے کہا ہندوستان کے والی بھارت مہاراج آپ نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا ہر آدمی سے آپ نے پرچہ لیا اس سے ہاتھ ملا کر۔ بادشاہ اپنی رعایا کو یہ مقام بخشتا ہے میں ایک مغل شہزادہ ہوں میرے ہاتھ کو ہاتھ میں کیوں نہیں لیا میرے ہاتھ سے اتنی نفرت کیوں کہ اپنے ہاتھ کو کپڑے میں لپیٹ کر مجھ سے چٹھی لی گئی۔ اورنگ زیب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اسی ہاتھ کو لڑکی کے سر پر پھیرا اور کہا کہ بیٹی میں مسلمان ہوں اور میں جانتا ہوں کہ تو لڑکی ہے لڑکا نہیں اور اسلام غیر محرم کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے میں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے۔ بقیہ صفحہ

ہے مغلوب شہنشاہ ہند نے مجھے بیٹی کہہ دیا ہے لو اب تیرے ساتھ بیٹیوں جیسا سلوک ہی کیا جائے گا میری بیٹی کو کون سی تکلیف پہنچی ہے کہ اپنی فریاد لڑکی کے بجائے لڑکے کے روپ میں آکر کر رہی ہے لڑکی اسی وقت بادشاہ کے قدموں میں گر گئی بادشاہ نے کہا کہ بیٹی میرے مذہب میں خدا کے سوا کسی کے آگے جھکنے کی اجازت نہیں ہے میں بھی اس کا ویسا ہی بندہ ہوں جیسے تم لوگ اس کی بندگی کا دم بھرتے ہو بیٹی۔ اورنگ زیب عالمگیر، لڑکی کو خیمے کے اندر پہنچ گیا گھر میں جاکر آپ نے اس کی فریاد سنی۔ آنکھوں میں خون اتر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹی دو روز آرام کرنے کے بعد تجھے مرہٹوں کی گھوڑے بدلے ہوئے مل جائیں گے اور ہر جگہ میرے سپاہی تیری حفاظت کے لئے بنارس تک تیرے ساتھ جائیں گے جا تیرے ساتھ انصاف کیا جائے گا لڑکی نے کہا۔ مہاراج میرا ہندو پرسنل لاء توڑ رہا ہے۔ ایک مسلمان حاکم شہر کوتوال میرا مذہب توڑ رہا ہے آپ نے فرمایا جاؤ تمہارے ساتھ انصاف کیا جائے گا لڑکی نے کہا مہاراج وہ انصاف میں سننا چاہتی ہوں تو اورنگ زیب نے کہا کہ وہ انصاف یہ ہے کہ رام لعل کو ہندوستان کے شہنشاہ کا پیغام دو کہ میرے کوتوال ابراہیم نے جس تاریخ کو تیری بیٹی کا ڈولا جو کہ اپنی عیاشیوں کے لئے اپنی چوکھٹ پر مانگا تھا اسی تاریخ کو ڈولا سج کر میرے کوتوال کے گھر پہنچ جانا چاہئے۔ یہی میرا انصاف ہے لڑکی کی آنکھوں میں آنسو آگئے وہ بولی جس سے انصاف مانگنے آئی تھی۔ اس نے بھی میری عزت کی تباہی کی آخری مہر لگا دی لڑکی سسکتی ہوئی بنارس کے لئے روانہ ہوئی ٹھیک وقت پر لڑکی اپنے گھر پہنچی۔ ماں باپ نے پوچھا کہ بیٹی کہاں گئی تھی سسکتے ہوئے کہا کہ شاہ ہندوستان کے پاس گئی تھی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اورنگ زیب عالمگیر بھی ہمیں انصاف نہ دے سکا۔ پنڈت رام لعل نے بیٹی سے پوچھا کہ اورنگ زیب عالمگیر نے کیا کہا بیٹی نے کہا کہ عالمگیر نے میرے ساتھ مذاق کیا کہ بیٹی جس دن میرے کوتوال نے ڈولا اپنی عیاشیوں کے لئے اپنی چوکھٹ پر مانگا ہے اسی تاریخ کو ڈولا پہنچا دو بیٹی۔ ماں باپ جب رونے لگے تو لڑکی نے بڑے کڑے دل سے کہا اے میرے ماں باپ سنو۔ میرا ڈولا سجے گا اور اس کوتوال کے گھر ہی پہنچے گا مجھے ایک موہوم سی کرن سہارا دے رہی ہے۔ اورنگ زیب نے جو حکم دیا ہے مگر ساتھ ہی [illegible] [illegible]

نہیں مانتا کہ کوئی باپ اپنی موجودگی میں اپنی بیٹی کی عزت لٹنے دے گا ڈولا سجا اور بارات ابراہیم کے گھر پہنچی۔ اندر سے وہ بوڑھا نکلا اور اس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور کہا کہ برہمن کی بیٹی میری عیاشیوں کے لئے پہنچ گئی ہے اس نے کہا کہ پورے بنارس کے فقیروں کو اکٹھا کیا جائے میں صدقہ دینا چاہتا ہوں خیرات لٹانا چاہتا ہوں۔ بنارس کے سارے فقیروں کو خیرات لٹائی جاتی رہی جب کوئی فقیر باقی نہ رہ گیا تب یہ حکم ہوا کہ یہ ڈولا اندر لے جایا جائے کمرے میں پہنچا یا جائے جوں ہی ڈولا اٹھایا گیا ایک گدڑی پوش فقیر خیرات پانے کے لئے باقی ہے سارے فقیروں کو تم نے اس خوشی میں خیرات دی۔ ابراہیم نے کہا اندر بھیجو سارے پیسے زمین پر پڑے ہیں کیوں نہیں اٹھا لیتا اس نے کہا کہ میں عام فقیروں جیسا فقیر نہیں ہوں میں زمین پر گرے ہوئے پیسے نہیں اٹھاتا میں دام اور خیرات بانٹنے والے کے ہاتھ سے خیرات لیتا ہوں مجھے تمہارے ہاتھ سے پیسہ چاہئے ورنہ میں یہ ڈولا اٹھنے نہیں دوں گا اتنی بڑی دھمکی ایک فقیر دے رہا ہے اتنے بڑے حاکم کو ابراہیم نے سوچا کہ اگر اس وقت اس سے جھگڑا کرتا ہوں تو میرے رنگ میں بھنگ پڑ جائے گا اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ اس ضدی فقیر کو ٹالنا چاہا جوں ہی ہاتھ بڑھایا تھا کہ پیسے لو زندہ کو دستے کر واپس جاؤ۔ فقیر نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ہاتھ مارا پہلے ادھر گرے اور اپنی گدڑی توڑ کر وہ باہر نکلا۔ گدڑی کو دیکھا تو فقیر تھا۔ وہ جب گدڑی میں دیکھی اورنگ زیب عالمگیر تھے۔ آپ نے ایک خاص قسم کی دس کیلی پانچ سو شاہی گارڈ جو آپ دلی سے لے کر چلے تھے انہوں نے پورے علاقے کو گھیر لیا آپ نے حکم

دیا کہ اس اوپر سے بنارس کے فقیروں کو جمع کر کے ایک پنڈت کی عزت کے ساتھ تماشا کیا تھا۔ یہی پورے بنارس کے سامنے اس کو اس کی بے ہودگی کی سزا سنانا چاہتا ہوں پورا بنارس اکٹھا ہے۔ اورنگ زیب نے اپنے کوتوال کو فرمایا۔ تاریخ بولتی ہے۔ مجمع ہو گیا۔

آپ نے کہا کہ بے ایمان میں نے تجھے اس دن کے لئے حاکم بنایا تھا میری رعایا کی عزت لوٹی جائے دوسرے کے مذہب میں دخل اندازی کی جائے کیا تجھے اسلام کی تاریخ یاد نہیں کہ اسلام جس دھرتی پر اپنی فتح مندی کے جھنڈے گاڑتا ہے۔ اس دھرتی کی رہنے والی قوم کو اپنی حفاظت میں لے کر اس کے جان ومال کا محافظ ہوتا ہے تو نے اسلامی اصولوں سے غداری کر کے مسلم پرسنل لاء بھی توڑا ہے اور ایک دوسرے مذہب میں دخل اندازی کر کے لا اکراہ فی الدین کا بھی مذاق اڑایا ہے اس لئے تو سزا بھگتنے کے لئے تیار ہو جا آپ نے دو ہاتھی منگوائے۔ دونوں ہاتھیوں کے پیروں میں موٹی موٹی زنجیریں ڈال دی گئیں اور ابراہیم کوتوال کا ایک پیر ایک ہاتھی سے باندھ دیا گیا اور دوسرا پیر دوسرے ہاتھی کے پیر سے باندھ کر دونوں ہاتھیوں کو مخالف سمت دوڑا دیا گیا۔ تڑپ تڑپ کر ایک ظالم اپنے ظلم کی سزا بھگت رہا تھا۔ اور بھارت کی دھرتی اس فرمانروا کا انصاف دیکھ رہی تھی جس نے ایک ہندو کی بیٹی کی عزت بچانے کی خاطر دلی سے بنارس کا پورا سفر کیا جب ابراہیم کوتوال اپنے انجام کو پہنچ گیا تو دوسرے پہر ایک جم غفیر تھا اورنگ زیب اسی چبوترے پر بیٹھ گئے

باقی صفحہ ۲۳ پر

ARFI JEWELLERS عارف جیولرز

FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY

ممتاز زیورات ۔ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
فون
ARFI JEWELLERS 626236
34 MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

بزم ختم نبوت

آنجہانی مرزا قادیانی

امراض روحانی و جسمانی کا مجموعہ

شکیل احمد خان بستوی

آنجہانی مرزا قادیانی کی پوری زندگی قہر خداوندی کا مجسم نمونہ تھی۔ اس کی نامکمل انسانیت پر حیرت ہے مگر پھر بھی مرزائی امت چشم پوشی کرتی ہے۔ غور کا مقام ہے کہ ہزاروں امراض جسمانی و روحانی کا شکار ناقص الخلقت انسان کس منہ سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کہ میں محمد ہوں اور "من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای" اور "وجودی وجودہ" وغیرہ آیئے سب سے پہلے ان ہی کی کتابوں کا اقتباس ملاحظہ کیجئے جس سے اس کے امراض جسمانی و روحانی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(۱) تشنج دل (ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴) یعنی دل کی اینٹھن یا عضلات جسمانی کا کھنچ جانا۔ (ناقل)۔ (۲) بدہضمی کو اسہال یوم مئی ۱۹۰۳ء (۳) تشنج اعصاب (سیرۃ المہدی صفحہ ۵۵ جلد ۲) (۴) جسمانی قویٰ کا اضمحلال (آئینہ احمدیت صفحہ ۱۹۶)، (۵) دق (حیات احمدیہ جلد نمبر ۲ صفحہ ۹۷)، (۶) سل (سیرۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۵۴) یہ ایک بیماری ہے جس سے پھیپھڑے میں زخم پڑ جاتے ہیں اور منہ سے خون آنے لگتا ہے۔ (ناقل) (۷) مراق (سیرۃ المہدی جلد ۱ صفحہ ۵۵) یہ ایک قسم کا مالیخولیا و جنون ہے۔ (ناقل)، (۸) دماغی بے ہوشی (الحکم ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء) یعنی مرزا کا دماغی توازن ٹھیک نہیں رہتا جو دل میں آتا بک دیا کرتا تھا گویا ناعاقبت اندیش تھا (ناقل)، (۹) ہسٹریا HYSTERIA (سیرۃ المہدی ۲۱ مئی ۱۹۳۴ء) یعنی اختناق الرحم ایک قسم کی خطرناک بیماری ہے (ناقل) (۱۰) غشی (سیرۃ المہدی صفحہ ۱۳ جلد ۱) بے ہوشی (ناقل)، (۱۱) بار بار پیشاب آنا (ضمیمہ اربعین صفحہ ۳ و ۴) یعنی چوبیس گھنٹے میں سو سو بار پیشاب آتا تھا جانے کب نماز پڑھتا پڑھاتا تھا خیر شیطان کیا عبادت کرتا وہ تو خود معذور تھا (ناقل)، (۱۲) کثرت اسہال (نسیم دعوت) مرزا کو کثرت دست اور پیٹ چلنے کی بیماری تھی (ناقل) (۱۳) دل و دماغ کی سخت کمزوری (تریاق القلوب صفحہ ۳۵)، (۱۴) مسلوب القویٰ (آئینہ احمدیت صفحہ ۱۹۶) یعنی قویٰ بالکل جواب دے چکے تھے یہ خدائی قہر تھا کہ اس کی طاقت ہی سلب کر لی گئی۔ (ناقل) (۱۵) شوگر (نزول المسیح صفحہ ۲۰۹ حاشیہ) یہ ایک بہت سخت بیماری ہے جس کی وجہ سے قویٰ بالکل کمزور ہو جاتے ہیں اور پیشاب کھانڈ کھانڈ کر گرتا ہے (ناقل)، (۱۶) دوران سر (نزول المسیح صفحہ ۲۰۹ حاشیہ)، (۱۷) شدید درد سر جس کا آخری اثر مرگی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۶۳)، (۱۸) حافظہ نہایت ابتر (مکتوب احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۳) شاید اسی وجہ سے ایک ہی نشست میں سیکڑوں متضاد باتیں کرتا تھا (ناقل) حالت مردمی کالعدم (تریاق القلوب صفحہ ۳۵) پھر بھی محبت حسیناؤں کی وجہ سے یہ مرتا تھا (ناقل)، (۲۰) نامردی (مکتوب احمدیہ صفحہ ۱۳ جلد ۵)۔

یہ تھی اس کی جسمانی بیماری کی فہرست اب روحانی بیماری دیکھئے کہ فرشتے قیامت تک اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے اس کے لیے صرف ایک مثال کافی ہے۔ دل تو اس کا کبر بکثرت سور اور کتے سے بھی گندا تھا جس طرح کتے ماں بہن اور بیٹی کا خیال نہیں کرتے اور وقت سے لپٹ جاتے ہیں۔ بعینہٖ مرزا بھی ایسا تھا۔ دوسری عائشہ نامی ۱۵ سالہ اجنبی کنواری لڑکی اس کی خادمہ تھی جسے اس کے والدین نے مرزا کی خدمت کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ۴ سال تک مسلسل اس کی خدمت میں رہی والدین نے جب اس کی شادی کرنی چاہی تو اس شیطان نے شرط لگا دی کہ قادیان سے باہر شادی نہیں ہوگی بالآخر ایک بے وقوف شادی کے لیے تیار ہوا شادی ہوئی مگر جب تک وہ عیاش زندہ رہا اس وقت تک عائشہ اس کی خدمت گار رہی اور اپنے شوہر کی طرف دیکھا بھی نہیں اس کی ہلاکت کے کچھ دن بعد میاں بیوی لے اور لندن چلے گئے اور الفضل نامی اخبار نے عائشہ کے انتقال پر بڑے فخر کے ساتھ لکھا کہ عائشہ نے عرصہ دراز تک حضرت مسیح موعود کی خدمت کی ہے ان کے پیر دابے ہیں۔

محمدی بیگم کا قصہ تو مشہور ہے جس پر مرزا عاشق ہو گیا تھا مگر لاکھ کوشش کی حاصل نہ کر سکا حتیٰ کہ آسمان پر اس نکاح پڑھوالیا۔ اسی کے حصول کو اپنے نبوت کے صدق و کذب کا معیار بنایا مگر سب بے کار، خود مر گیا مگر حسرت کے ساتھ۔ خلاصہ یہ ہے کہ محمدی بیگم کی مرزا کے ہلاکت کے بعد ۴۰ سال زندگی کا ایک ایک سیکنڈ چیخ چیخ کر مرزا کی نبوت کے جھوٹے ہونے کا اعلان کرتا ہے صرف یہی ایک پیشگوئی اس کے کذاب، دجال، مکار اور عیاش ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

یہ تھے مرزا کے جسمانی و روحانی امراض جسے سن کر ہر انسان گھن محسوس کرتا ہے اور یہ خود کو محمد کا سایہ اور اس سے بڑھ کر محمد علیہ السلام کی ذات بلکہ افضل بتاتا ہے (نعوذ باللہ) اللہ کی قسم ہم پاسداران تحفظ ختم نبوت اور شیدایان خاتم الرسل فخر کل سرور عالم تاجدار مدینہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ یقین ہے کہ چاند سورج اور ستارے آسمان ٹوٹ کر گر سکتے ہیں آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے۔ زمین پاش پاش ہو سکتی ہے۔ پہاڑ ریزے ریزے ہو سکتے ہیں۔ سورج مشرق کے بجائے مغرب سے نکل سکتا ہے مگر یہ دجال ہند، شیطان جہاں، لعین زماں، مردود، مقہور، ملعون، عیاش اور مکار غلام قادیانی نبی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح ہمیں اللہ کے وجود پر یقین ہے اسی طرح حضرت خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نبوت کا یقین ہے۔ اور جس طرح شیطان کے جہنمی ہونے پر یقین ہے اسی طرح قادیانی کے جہنمی ہونے پر یقین ہے کیونکہ وہ کافر ہے، ملحد ہے زندیق ہے فریبی ہے ــــ میں ان کے امتیوں، مریدوں اور حواریوں سے بطور خیر خواہی کہتا ہوں کہ وہ دجال ہند سے رشتہ توڑ دیں یقیناً یہ راستہ شیطان ملعون کا راستہ ہے۔ جہنم کا راستہ ہے۔ جہنم آ

ایسے آدمی کی نبوت کا اقرار کرتے ہو جو خود زمرۂ انسانیت سے خارج ہو زانی ہو، شرابی ہو، عیاش ہو، جھوٹا ہو، مکار ہو، دغاباز ہو اس لیے غور کرو گریبان میں منہ ڈال کر سوچو اس کے کیریکٹر کا مطالعہ کرو اس کے چال چلن دیکھو، بتاؤ کیا ایسے اخلاق کا حامل نبی ہو سکتا ہے؟ یا مسیح ہو سکتا ہے یہ تو ایک اچھا انسان کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔

اے مرزا کا کلمہ پڑھنے والو! تمہاری حمیت کہاں کھو گئی ہے کیا تم اللہ کے فرمان "ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم" کے مصداق بن گئے ہو آخر تم حق بات کیوں نہیں سنتے کیا اللہ نے تمہارے قلوب پر مہر لگا دی ہے یقیناً تمہارے کان اور آنکھ پر مہر لگ چکی ہے کیا تم حق سن نہیں سکتے قرآن و حدیث کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ابھی موقعہ ہے توبہ کر لو ورنہ تم ہی جانو گے اور تمہارے مرزا اس لیے ابھی مسلمان ہو جاؤ۔ شاید نجات کے مستحق ہو جاؤ۔

بچوں کی شوخی

مرسلہ: ابوبکر صدیق
شجاع آبادی، بہاولپور

بعض حضرات اس قدر سنجیدہ اور متین ہوتے ہیں کہ وہ اور تو اور بچوں کی شوخی بھی برداشت نہیں کر سکتے حالانکہ بچوں کی شوخی حدود اعتدال سے باہر نہیں شمار ہوتی حضرت مرزا مظہر جانجاناں جن کی نزاکت مزاج بہت مشہور و معروف ہے اور جن کی لطافت طبع کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک صاحب ان کے ہاں ایسے آ گئے جن کے پاجامہ میں ایک طرف سلوٹیں زیادہ تھیں اور ایک طرف کم جب مرزا صاحب کی نظر ان پر پڑی تو بہت پریشان ہوئے اور طبیعت کی گرانباری نے انہیں ایسا تنگ کیا کہ بیٹھ نہ سکے۔

اور جن کی نازک مزاجی اپنے نہیں بلکہ دوسرے کے زیادہ کھا لینے کی وجہ سے بھی بگڑ جاتی تھی ان کا ایک مرید سال میں دو بار ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا ایک بار اس نے عرض کیا۔

حضرت! مجھے حاضر ہوتے اتنا زمانہ ہو گیا مگر آپ نے مجھ سے کبھی کوئی فرمائش نہیں کی میرا دل چاہتا ہے کہ آپ کوئی فرمائش کریں اور میں اس کو پورا کروں۔

مرزا صاحب نے فرمایا! بھائی تم محبت سے مل لیتے ہو، بس یہی کافی ہے فرمائش کی کیا ضرورت ہے؟

مگر اس مرید نے اصرار کیا، تو آپ نے فرمایا۔

ایک فرمائش کرنے کو میرا ہمیشہ دل چاہتا ہے مگر پھر خیال آ جاتا ہے کہ اسے سن کر تمہارے دل کو رنج پہنچ جائے گا اس لیے رک جاتا ہوں۔

مرید نے کہا! حضرت میں تو غلام ہوں، میری کیا مجال کہ حضرت کی فرمائش سے برا مانوں، اور اب تو آپ کشادہ دلی سے وہ فرمائش ظاہر فرمائیں کیونکہ اب تو میرے بار بار کے اصرار پر ہی آپ فرمائش کر رہے ہیں۔

اس پر مرزا صاحب نے فرمایا! بھائی میری فرمائش یہ ہے کہ تم سال میں دو بار آنے کی بجائے ایک بار آیا کرو مرید یہ سن کر دم بخود رہ گیا اور اس کی سمجھ میں نہ آیا کہ یہ فرمائش کیا ہوئی؟

مرزا صاحب نے اس کی حیرانگی کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھا اور فرمایا بھائی برا نہ ماننا تم کھانے بہت ہو اور تمہارے کھانے کو دیکھ کر میرے پیٹ میں گڑبڑ ہونے لگتی ہے اور جب تک مسہل نہیں لے لیتا اس وقت تک طبیعت درست نہیں ہوتی سال میں ایک بار مسہل لینا تو آسان ہے اور دو بار مسہل لینا بہت مشکل ہے

ہاں تو اتنی لطیف الطبع مرزا مظہر جان جاناں کا بچوں کے ساتھ سلوک یہ تھا کہ۔

ان کے ایک مرید ہمیشہ اکیلے آیا کرتے تھے اور اس خیال سے بچوں کو ساتھ نہ لاتے کہ بچے شوخ ہوتے ہیں کہیں ان کی کوئی بات حضرت کو گراں نہ گزرے، مرزا صاحب کو بھی ان کی اس بات کا احساس تھا انہوں نے اس سے کہا، میاں تم بچوں کو ساتھ نہیں لاتے، وہ کچھ بہانہ کر کے ٹال گیا مگر دوبارہ آیا تو پھر آپ نے وہی فرمایا، میاں بچوں کو ساتھ نہیں لائے اب اس اصرار کو دیکھ کر وہ جاتے ہی بچوں کو لے جانے سمجھانے میں مشغول ہو گیا کہ مرشد کو یوں سلام کیا جاتا ہے اور اس طرح دو زانو ہو کے ان کے سامنے بیٹھا جاتا ہے اور یوں سر کو جھکایا جاتا ہے اور یوں ادب سے ہاں ناں کی جاتی ہے وغیرہ، جب اسے تسلی ہو گئی تو وہ تیسری بار بچوں کو بھی ساتھ لے آیا بچوں نے نہایت ادب سے سلام کیا اور دو زانو ہو کر سر جھکا کر خاموش بیٹھ گئے نہ نگاہ اوپر کی اور نہ کوئی بات کی۔

مرزا صاحب نے مرید کو مخاطب کر کے فرمایا میاں تم آج بھی اپنے بچوں کو نہ لائے مرید نے چونک کر عرض کیا حضرت یہ حاضر تو ہیں۔ مرزا صاحب نے فرمایا! یہ بچے ہیں یہ تو تمہارے بھی ابا ہیں۔ بچے تو کھیلتے ہیں کودتے ہیں، شوخیاں کرتے ہیں میں تو تب سمجھتا کہ تم بچے ساتھ لائے ہو کہ یہ کھیلتے، شوخیاں کرتے کوئی میری ٹوپی اتارتا، کوئی کمر پہ سوار ہوتا۔ اور ان کو بچے کیسے کہا جائے جو تمہارے بھی ابا بن کر بیٹھ گئے اور تو اور مسکراتے تک نہیں۔

تو حضور ایسے نازک مزاج اور لطیف الطبع لوگوں کی رائے جب بچوں کی شوخی کے متعلق یہ ہو تو اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بچوں کی شوخی حدود اعتدال سے باہر شمار کئے جانے کے قابل نہیں نازک مزاج اور حساس لوگوں کو وہی باتیں بری لگتی ہیں جو حدود اعتدال اور میانہ روی کے خلاف ہوتی ہیں اعتدال و توسط پر تو ان کی طبیعت بھی جمی ہوتی ہے اس کو تو وہ پسند فرماتے ہیں اور ذرا اعتدال میں گڑبڑ ہوئی اور ان کا مزاج بھی بگڑا۔ مرزا صاحب نے اپنے طرز عمل سے یہ بتلا دیا کہ بچوں کی شوخیاں تو طبیعت طفلانہ کا عین تقاضا ہیں اور طبیعت کے تقاضے کبھی بھی خلاف اعتدال نہیں ہوتے

تراشے

از: دوست محمد مزاری
دارالعلوم کراچی

ایک دفعہ ایک بڑھیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ بوڑھیاں جنت میں داخل نہ ہوں گی تو بوڑھی رونے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بوڑھیاں بھی جوان ہو کر جنت میں داخل ہوں گی بڑھیا خوش ہو گئی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اکٹھے چہل قدمی فرما رہے تھے حضرت علیؓ درمیان میں تھے دائیں بائیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے تو حضرت عمرؓ نے مزاحاً فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے "لنا" کے درمیان نون ہے یعنی حضرت علیؓ ہمارے نسبت قد کے چھوٹے ہیں جیسے کہ نون "لام" اور "الف" کے نسبت چھوٹا ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اگر "لنا" کے درمیان نون نہ ہوتا تو تم بھی "لا" تھے یعنی کچھ نہ تھے سب مسکرا پڑے۔

ایک طفیلی (بن بلائے مہمان) کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ ایک آدمی جس کی کثرت سے دعوتیں کی جاتی تھیں ان کے ساتھ ہو جاتا اور لوگ اس کا ساتھی سمجھ کر کچھ نہ کہتے ایک دفعہ اس آدمی نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اگر آج میرے ساتھ ہو لیا تو میں دعوت کھاتے وقت اس طفیلی کی بے عزتی کروں گا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ آنے سے رک جائے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ اس شخص کی دعوت ہوئی تو آگے آگے مہمان اور پیچھے پیچھے وہ طفیلی چل رہا تھا جب میزبان نے دسترخوان لگایا تو وہ طفیلی بھی قریب بیٹھ گیا اور کھانا شروع کر دیا تو اس مہمان نے فوراً اعتراض کیا کہ تم بڑے لوبھی آدمی ہو کہ ہر وقت میرے پیچھے آ جاتے ہو اور بغیر بلائے کے مہمان بن جاتے ہو۔ طفیلی نے فوراً جواب دیا کہ حضرت جی کھانا تو میں میزبان کا کھا رہا ہوں اور جلتے تم ہو جب تمہارے دسترخوان پر بغیر بلائے آؤں تو پھر اعتراض کرنا پھر مہمان بولے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جو بغیر اجازت کے کسی کے ہاں جا کے کھاتا ہے تو وہ جاتے ہوئے چور ہوتا ہے اور واپس لوٹتے ہوئے ڈاکو۔ طفیلی نے جواب دیا کہ اے آپ نے کیسی ضعیف حدیث سنائی ہے اس میں تو فلاں راوی ضعیف ہے فلاں محدث نے اس پر جرح کیا آؤ میں تمہیں صحیح حدیث سناؤں جس پر کسی محدث نے کوئی جرح نہیں کی! وہ حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمی کا کھانا چار آدمی کے لئے کافی ہے یہ حدیث بالکل صحیح ہے مہمان صاحب سے کوئی جواب نہ بن پایا۔

شاہ اسمٰعیل شہیدؒ سے کسی انگریز نے کہا کہ داڑھی رکھنا فطرت کے خلاف ہے یعنی داڑھی پیدا ہوتے وقت نہیں ہوتی اس لئے داڑھی نہیں رکھنی چاہئے حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ نے جواب دیا کہ اپنے دانت تو ڈر دیکھو کہ یہ فطرت کے خلاف ہیں پیدا ہوتے وقت دانت نہیں ہوتے بعد میں داڑھی کی طرح نکلتے ہیں انگریز اپنا سا منہ لے کر چل دیا۔

حجاج بن یوسف نے فوج میں اعلان کیا کہ رات کو جو شخص مشکوک چلتا پھرتا نظر آئے تو اسے گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا کرو۔ چنانچہ دوران گشت فوج کو تین آدمی مشکوک نظر آئے جو چلتے ہوئے ڈگمگا رہے تھے محسوس ہو رہا تھا کہ انہوں نے کوئی نشہ استعمال کیا ہوا ہے فوج نے تینوں کو گرفتار کر کے تعارف پوچھا تو پہلے نے کہا کہ میں تو اس شخصیت کا بیٹا ہوں جس کے سامنے بادشاہ وزیر وزراء بھی سر جھکا لیتے ہیں میرے والد ان سے خون بھی لیتے ہیں اور پھر ساتھ چیا بھی وصول کرتے ہیں دوسرے نے کہا کہ میرے والد تو فوج کے دستوں کی صفیں ایسی سیدھی کرتے ہیں کہ ذرا اعوجاج بھی نہیں ہوتی تیسرے نے کہا کہ میرے والد نے تو ہوا کو اپنے تابع کر رکھا ہے جب چاہے چھوڑے جب چاہے بند کرے فوج نے ان کا تعارف سن کر رہا کر دیا کہ یہ تو کوئی بڑی شخصیتیں ہیں صبح جب تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ پہلا حجام کا بیٹا تھا۔ دوسرا جولاہے کا بیٹا تھا تیسرا لوہار کا بیٹا تھا حجاج بن یوسف نے کہا کہ ان کو ان کے ادب نے بچا لیا۔

مرزائی نامہ پر ایک نظر

ارشد محمود ناشاد، اٹک شہر

دنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ جہاں نابغہ روزگار علماء، فضلاء، دانا، اتقیاء، حکماء، اور اصفیاء پیدا ہوئے اور دنیا کے گوشہ گوشہ اندھیروں میں شمع ہدایت روشن کی۔ فسق و فجور اور بے حیائی کا خاتمہ کیا وہاں جہلاء، بدفطرت اور ملعون اشخاص بھی پیدا ہوئے جنہوں نے دنیاوی اغراض و مقاصد ذاتی دلچسپیوں اور عیش و طرب کے لئے غیروں اور بیگانوں کی انگلیوں پر رقص کیا۔ ایسے لوگوں نے مذہب، وطن، قومیت اور انسانیت کے سرعام چیتھڑے اڑائے۔ اور دنیا میں بے غیرتی، بے حمیتی، عریانی اور بد اخلاقی کو رواج دیا۔ یہ بدبخت اور روسیاہ کبھی شداد کے روپ میں سامنے آئے کبھی ہامان کے کبھی نمرود کے شکل میں چادر انسانیت کو داغدار کیا تو کبھی سجاح کی یا کبھی مسیلمہ کذاب بن کر سامنے آئے تو کبھی استاد سیس۔ بلاشک وشبہ مرزائے قادیان غلام قادیانی بھی اسی فہرست اور زمرے میں شامل ہے جس نے انگریزوں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے لئے ذلت، تباہی، بربادی اور لعنت سمیٹی۔

مرزا غلام قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ کی کچہری میں محرر رہا۔ اسی اثنا میں مختاری کا امتحان دیا مگر ناکام رہا مرزا قادیانی نے اپنے مذہبی زندگی کا آغاز، مبلغ، مصلح، اور داعی اسلام کی حیثیت سے کیا۔ عیار اور شاطر ذہن کا مالک ہونے کی بنا پر ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود بنتا رہا۔ ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ ۱۹۰۸ء میں واصل جہنم ہوا اور قیامت تک کے لئے اس جہان رنگ و بو میں نشان عبرت بنا۔

قادیانیت کی رد میں بہت سے علماء و مشائخ اور مفکرین نے کتابیں اور رسالے تحریر کئے مثلاً آغا مرتضیٰ احمد خان میکش نے اچھوتے اور منفرد انداز میں رسالہ "مرزائی نامہ" تحریر کیا۔ جو دراصل قادیانیوں کی طرف سے کئے گئے سوالات کا مدلل اور مفصل جواب ہے۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات "زمیندار" اور "احسان" میں شائع ہوئے مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش نامور صحافی، مایہ ناز ادیب اور ممتاز شاعر تھے آپ نے مولانا نواب الدین چشتی صابری رمداسیؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ مختلف رسائل اور اخبارات کے مدیر رہے برصغیر کے کئی پرچوں میں علم و ادب اور مذہب کے موضوع پر آپ کی تحریریں اور نگارشات شائع ہوتی رہیں۔

قادیانیوں کی طرف سے کئے گئے تمام سوالات کے جوابات قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیئے گئے ہیں مرزائے قادیان کی من گھڑت اور خود ساختہ تاویلوں اور دلیلوں کا فلسفیانہ اور عالمانہ انداز میں جواب دیا گیا ہے۔ دلیلیں اور تاویلیں چونکہ خود ساختہ ہیں اس لئے اپنے کھوکھلے

باقی صفحہ پر

پاکستان سینٹر دوبئی میں

۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

کا باطل شکن اور ایمان افروز خطاب

ضبط و ترتیب : مولانا منظور احمد الحسینی ، لندن

قادیانی مفتی فضل دین کا فتویٰ کہ مرزا صاحب سے غیر عورتوں کا مس و اختلاط موجب ثواب و برکات ہے

ضروری وضاحت : گذشتہ شمارے میں حضرت مولانا مدظلہ کی یہ تقریر غلط پیسٹ ہوگئی اس لئے شمارہ ہذا میں مکمل تقریر دوبارہ شائع کی جارہی ہے۔
۲۔ یہ تقریر حضرت مولانا کی نظر ثانی کے بغیر شائع کی جارہی ہے اس کی ذمہ داری مرتب پر ہے نظر ثانی کے بعد علیحدہ کتابچہ کی صورت میں شائع کیا جائے گا ——— (ادارہ)

الحمد للہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ اما بعد۔

میرا ارادہ آج یہ تھا کہ قادیانیوں کے سلسلے میں چند سوالوں کا جواب دوں ۔ میں سیاسی آدمی نہیں ہوں ، اس لئے مجھے سیاسی باتیں آتی نہیں ہیں لیکن میرے بھائی عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب نے جن باتوں کی طرف اشارات کئے ہیں ان میں سے صرف دو کی مختصر تفصیل پہلے کردینا چاہتا ہوں اس کے بعد میں اپنا مضمون عرض کروں گا۔

ایک یہ کہ قادیانیوں کا سربراہ مرزا محمود احمد تقسیم سے پہلے نہ کانگریس کا ساتھی تھا نہ مسلم لیگ کا کسی نے اس سے پوچھا کہ ہونا کیا چاہیئے تو اس نے کہا ۔

"ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض لوگ سوال کرتے ہیں کہ انگریزوں کی سلطنت کی حفاظت اور ان کی کامیابی کے لئے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے کیوں دعائیں کیں ۔ حضور (مرزا محمود احمد قادیانی) بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنی جماعت کے لوگوں کو جنگ میں مدد دینے کے لئے بھرتی ہونے کا ارشاد فرماتے ہیں حالانکہ انگریز مسلمان نہیں ۔ اس کے جواب میں حضور (مرزا محمود احمد) نے جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے ۔

فرمایا اس سوال کا جواب قرآن کریم میں موجود ہے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو نظارے دکھائے گئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ ایک گری ہوئی دیوار بنادی گئی جس کی وجہ بعد میں یہ بیان کی گئی کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کے مالک چھوٹے بچے تھے ۔ دیوار اس لئے بنادی گئی کہ ان لڑکوں کے بڑا ہونے تک خزانہ کسی اور کے ہاتھ نہ لگے اور ان کے لئے محفوظ رہے ۔ دراصل حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے متعلق پیشگوئی ہے جب تک جماعت احمدیہ نظام حکومت سنبھالنے کے قابل نہیں ہوتی اس وقت تک ضروری ہے کہ اس دیوار کو قائم رکھا جائے تاکہ یہ نظام کسی ایسی طاقت (مسلمان ہی مراد ہوسکتے ہیں) کے قبضے میں نہ چلا جائے جو احمدیت کے مفادات کے لئے زیادہ مضر اور نقصان رساں ہو ۔ جب جماعت میں قابلیت پیدا ہوجائے گی اس وقت نظام اس کے ہاتھ میں آجائے گا ۔ یہ وجہ ہے انگریزوں کی حکومت کے لئے دعا کرنے اوران کو فتح حاصل کرنے میں مدد دینے کی ۔" (روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۳ جنوری ۱۹۴۵ء)

یہ وہی بات ہے جس کو بدنام زمانہ جج جسٹس منیر نے اپنی رپورٹ میں یوں لکھا تھا کہ " احمدیوں " کی بعض تحریروں سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ انگریزوں کا جانشین بننے کا خواب دیکھ رہے تھے ۔ وہ تو خدا جانے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت جو مرزا محمود کو معلوم ہوئی تھی کدھر چلی گئی ۔ فضا کا رنگ بدل گیا اور ملک کی تقسیم کے آثار پیدا ہونے لگے تو مرزا محمود نے پھر اعلان کیا اور " الہامی اعلان " کیا ۔ اپنا ایک خواب ذکر کیا اور کہا کہ مجھے یہ رؤیا ہوا ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا ۔

" اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہوجائیں " (الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

ان کا الہامی عقیدہ تھا اسی ضمن میں یہ اس بات کی

قادیانی الہامی طور پر پاکستان کی پیدائش کے بھی مخالف اور پاکستان کے وجود کے بھی مخالف ہیں ٭

بھی کوشش کرتے رہے کہ کم از کم اور نہیں تو قادیان کو ایک آزاد اسٹیٹ بنا دیا جائے ایک آزاد ریاست ہو کم از کم اتنا ہی خطہ اور نہیں زیادہ چاہیئے ہمیں۔

یہ بھی نہ ہوا بالآخر مرزا محمود کو وہاں سے آنا پڑا اور بتانے والے بتاتے ہیں اور صحیح بتاتے ہیں کہ عورتوں کا برقعہ پہن کر آیا قادیان سے نکلا (جیسا کہ اس کا بیٹا مرزا طاہر ربوہ سے راتوں کو چھپ کر نکلا اور فوراً لندن سے بھاگ گیا) یہاں لاہور آکر پہلے اس نے دو بڑی بڑی ہندوؤں کی بلڈنگیں تھیں ان پر قبضہ جمایا یہ پہلے ملیں تھیں ڈیڑھ دو سال وہاں رہے اور پھر وہاں سے آکر ربوہ ایک مستقل شہر آباد کیا اور وہاں رہے۔

مجھے کہنا یہ ہے کہ مرزا محمود جب مرا تو اس کی قبر پر یہ کتبہ لکھا گیا۔ یہ وصیت لکھی گئی کہ جماعت احمدیہ کو وصیت کرتا ہوں کہ جب کبھی قادیان جانا ہو تو میری لاش کو قادیان لے جائیں۔ قادیان میں دفن کریں۔ مجھے بھی وہیں دفن کریں اور ان کی ماں کو بھی۔

پھر جو کشمیر کی جنگ ہوئی، اب یہ سرکاری راز ہوتے ہیں اور بعد میں وہ آؤٹ بھی ہو جاتے ہیں بعض او قات بات ہوتی ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہوتی۔

ان قادیانیوں نے کشمیر کا محاذ تمام حکام کے علی الرغم کھلوایا تھا مقصود یہ تھا کہ کسی طرح قادیان تک پہنچ جائیں اور قادیان تک پہنچ کر پھر کوئی گھپلا کر لیں۔ سیالکوٹ کے محاذ پر فرقان بٹالین لگی رہی اسی طرح کشمیر کے محاذ پر۔ ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ان کو بادل نخواستہ پاکستان میں آنا پڑا ہے۔ بدنام کرتے ہیں "احراری ملاؤں" کو۔ اور آج تک کرتے ہیں کہ یہ کانگریسی احراری مُلّاں پاکستان کے خلاف تھے۔ لیکن کبھی کسی عالم

مرزا قادیانی دبائی ہیضہ کی موت مرا کہ دونوں راستوں سے پاخانہ جاری تھا

یا مولوی نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے کہ ہندوستان متحد رہنا چاہیئے۔ پاکستان نہیں بننا چاہیئے۔ اللہ کی مشیت یہ چاہتی ہے۔ کسی عالم نے یہ نہیں کہا تھا۔

کچھ علماء ایسے تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کے حق میں بہتر یہ ہے کہ تمام مسلمان متحد رہیں اور کچھ حضرات کی رائے یہ تھی کہ مسلمانوں کا حصہ الگ مل جانا چاہیے ایک سیاسی نظریہ تھا۔ کہنا مجھے یہ ہے کہ یہ الہامی طور پر پاکستان کی پیدائش کے بھی مخالف اور پاکستان کے وجود کے بھی مخالف۔ اس لئے کہ ان کو معلوم ہے کہ

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے میر قاسم علی قادیانی سے تین سو روپے انعام جیتا

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ مجھے حیض آتا ہے اور میں دس مہینے تک حاملہ رہا۔

پاکستان ایک اسلامی سلطنت ہے اور اسلامی سلطنت میں جتنا خطرہ قادیانیوں کو ہو سکتا ہے غیر اسلامی سلطنت میں یا سیکولر سلطنت میں نہیں ہو سکتا۔

ایک تو مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی دوسری مجھے اس بات کی وضاحت کرنی تھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام طبعیات کا ماہر ہے اور یہودیوں نے اس کو انعام دیا۔ انعام دے کر اسے ساری دنیا میں اچھالا۔ اس کا نتیجہ یہ کہ پاکستان کی وہ اسمبلی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اسی اسمبلی میں عبدالسلام قادیانی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی یعنی اس کو انعام دینے کی۔ صدر مملکت تشریف فرما تھے اور ان کے سر پر کھڑے ہو کر عبدالسلام قادیانی نے کہا کہ میں پہلا مسلمان ہوں جس کو یہ انعام ملا ہے۔

اس نوبل پرائز کے ذریعے اس نے ہمارے صدر کو سامنے بٹھا کر اسلام کی سند حاصل کی۔ اس اسمبلی میں جس اسمبلی نے اس کو غیر مسلم قرار دیا تھا اور یہ وہی ڈاکٹر عبدالسلام تھا کہ جب ۷۴ء میں اسمبلی نے فیصلہ کیا تو اس نے اپنی پاکستان کی شہریت منسوخ کر دی تھی اور کہا تھا کہ میں اس ملک میں نہیں آؤں گا جو احمدیوں کو غیر مسلم کہتا ہے اور پھر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے دوسرے اسلامی ممالک کے دورے بھی اس سے کروائے گئے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں جا پہنچی یہاں تک نوبت پہنچی اور ٹیکنالوجی اور سائنس کا جو اسلامی ادارہ بنایا گیا ہے یعنی تمام مسلمانوں کا متحدہ ایک ادارہ، اس ادارے کا سربراہ عبدالسلام قادیانی کو بنایا گیا اور پانچ ارب ڈالر اس کے سپرد کئے گئے۔

میں اپنے ملک کے صدر محترم اور وزیر اعظم اسلامی دوسرے اسلامی ممالک (جتنے بھی ہیں اللہ کا فضل ہے بہت سے اسلامی ممالک ہیں) ان کے تمام چھوٹے بڑوں سے میرا یہ سوال ہے اور میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اسلامی سائنس فاؤنڈیشن کونسی ہوگی جس کا سربراہ قادیانی ہو وہ کیسی اسلامی ہے؟

اور دوسرا سوال یہ کہ جو شخص شریعت کی رو سے مرتد اور زندیق ہے اسلام اور مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے۔ غلام احمد قادیانی سے لے کر آج تک جن قادیانیوں کا پیشہ مسلمانوں کی جاسوسی کرنا اور اسلامی ممالک کے گلے پر چھری پھیرنا رہا ہے وہ آپ کے اس سائنسی ادارے کا سربراہ بن کر مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچائے گا۔

یہ وہی قادیانی نہیں ہے جیسا کہ مولانا منظور احمد الحسینی صاحب نے بتایا جب بغداد پر انگریزوں نے قبضہ کیا۔ انگریزوں نے تسلط حاصل کیا اور جب اس کا سقوط ہوا تو الفضل نے اپنے اخبار نے لکھا کہ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ

"انگریز میری تلوار ہے ہم اپنی مہدی کی تلوار کی چمک ساری دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں"

مرزا قادیانی بھالو (غیر محرم عورت) سے پاؤں کیوں دبواتا تھا؟

بغداد کے سقوط پر قادیان میں چراغاں کیا گیا

بغداد کے سقوط پر قادیان میں چراغاں کیا گیا۔ جس دن قسطنطنیہ میں خلافت کا سقوط ہوا یعنی خلافت ختم کر دی گئی تمام عالم اسلام خون کے آنسو رو رہا تھا۔ آل عثمان کی خلافت جیسی بھی تھی وہ جیسے بھی تھے سو ان میں عیب ہوں گے سب فرض کرو لیکن خلافت ایک اسلام کا نشان تھا۔ کمال اتاترک کے ذریعے ان طاغوتی طاقتوں نے آل عثمان کا تختہ الٹا اور خلافت ختم کر دی۔ خلافت پر قلم پھیر دی کہ آئندہ کے لئے خلافت نہیں ہو سکتی۔

تم سب کچھ حاصل کر سکتے ہو لیکن اسلامی خلافت آج تمہیں نہیں مل سکتی۔ جس دن آل عثمان کا تختہ الٹا گیا اور اسلامی خلافت پر لکیر کھینچی گئی سارا عالم اسلام خصوصیت کے ساتھ ہندوستان خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن قادیانی اس دن بھی چراغاں کر رہے تھے۔ گھی کے چراغ جل رہے تھے اور قادیانیوں کے آرگن الفضل نے اس وقت اداریہ لکھا کہ "آل عثمان مٹتے ہیں تو مٹنے دو۔ ہم ان کو خلیفہ نہیں سمجھتے ہمارا بادشاہ جارج پنجم ہے اور ہمارے خلیفہ امیر المومنین مرزا محمود ہیں۔"

یہ قادیانی اس لائق ہیں کہ ان کو کلیدی عہدوں پر بٹھایا جائے؟ لوگوں نے کہا ہرگز نہیں۔ آج یہاں ہم تو فلسطین میں گئے وہاں ان سے ہماری باتیں ہوتی رہیں ایک بات یہ بھی ہوئی کہ دنیا کا کوئی ملک بشمول سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے نہیں ہے جہاں کوئی نہ کوئی قادیانی ہر ادارے میں موجود نہ ہو خفیہ یا علی۔

ہم انڈونیشیا گئے وہاں کے سفارت خانے میں جا کر کہا۔ پتہ چلا یہاں ایک اٹیچی قادیانی ہے۔ بس ان کا کام چلتا ہے۔ وہ اپنا چپڑاسی بھی رکھ دیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پوری ایمبیسی کی خبریں اور رپورٹیں قادیانیوں کے مرکز کو پہنچتی ہوں گی۔ مسلمانوں کا کوئی راز قادیانیوں سے راز نہ رہا۔ میں نے وہاں تو فلسطین میں کہا ہم نہیں سمجھتے مسلمانوں کو عقل کب آئے گی۔ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں۔ تمام راز ان کے سامنے ہیں اور جب ہم کچھ کہتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم ان کو سمندر میں پھینک دیں۔ سمندر میں نہ پھینکو ان کا کوئی علاج کرو۔ ہم کیا کریں یعنی ہم سے کیوں سوال کرتے ہو۔

آپ حضرات سے ایک بات تو میں یہ کرا جاتا تھا کہ ہر قادیانی کو دو چار دس بیس باتیں ایسی یاد ہوتی ہیں ہمارے مسلمان کے ساتھ وہ بات کرے گا اور مسلمان کو مغالطہ میں ڈال دے گا۔ ہر قادیانی کو انہوں نے دو چار باتیں رٹائی ہوئی ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر ایک یہ کہ اگر عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں تو وہ ٹٹی اور پیشاب کہاں کرتے ہیں (العیاذ باللہ) یا یہ کہ جی خدا کو وہاں آسمان پر لے جانے کی کیا ضرورت تھی کیا خدا

خلافت عثمانیہ کے سقوط پر مسلمان خون کے آنسو رو رہے تھے جبکہ قادیانی خوشیاں منا رہے تھے

زمین پر اس کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ دو چار ایسی باتیں عقلی شبہات انہوں نے ہر قادیانی کو رٹائے ہوئے ہیں ہر مسئلے پر رٹائے ہوئے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی اچھی قسم کا مولوی بھی ان سے گفتگو کرے تو وہ چپ کرا دیں گے۔ ان سے وہی بات کر سکتا ہے جو ان کی رگ کو جانتا ہو۔

کم از کم قادیانیوں کے مقابلے میں آپ حضرات کو بھی ہر مسلمان کو کم از کم دو چار نکتے تو ایسے رٹ لینے چاہئیں کہ آپ لوگ ان کو چپ کرا سکیں۔ لمبی چوڑی تقریریں تو شاید آپ کو محفوظ نہ رہیں لیکن دو چار نکتے تو آپ معلوم کر سکتے ہیں کسی ہمارے عالم کے پاس بیٹھ جائیے کہ ایک گر کی بات بتا دیجئے کہ اس طرح پھونک ماری اور قادیانی بھاگا۔ ہمارے حضرت مولانا محمد علی جالندھری قدس سرہ و نور اللہ مرقدہ ایک دفعہ فرمانے لگے کہ شیخوپورہ کے ایک اسکول میں ایک قادیانی استانی آ گئی (یہ بھی ایک مستقل موضوع ہے کن کن محکموں پر کس کس طرح قادیانی مسلط ہیں) اور اس استانی کا کام تھا لڑکیوں کو گمراہ کرنا۔ میرا ایک دفعہ وہاں جانا ہوا تو بچیوں نے مجھ سے شکایت کی کہ قادیانی استانی تبلیغ کرتی رہتی ہے اور ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات بتا دیتا ہوں۔ اپنی استانی جی سے وہ بات پوچھ لینا۔ تم ان سے یہ پوچھنا کہ تمہارا مرزا "بھانو" سے پاؤں کیوں دبوایا کرتا تھا۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اب چار پانچ لڑکیاں تیار ہو گئیں۔ استانی آئی اور بات کرنے لگی تو ایک لڑکی نے کہا استانی وہ تمہارا مرزا بھانو سے پاؤں کیوں دبواتا تھا۔ دوسری نے یہی بات کہی۔ تیسری نے یہی بات کہی اور سب نے کہہ دیا بھانو بھانو بھانو بھانو بھانو۔ تیسرے دن اس نے اسکول چھوڑ کر اپنا تبادلہ کروا لیا۔ برداشت کر سکتی تھی؟ اور میں نے حوالہ بتایا تھا کہ کسی قادیانی نے سوال پوچھا کہ "حضرت مسیح موعود غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں کیا ان سے پردہ منع ہے۔ جواب میں ان کا مفتی فضل دین لکھتا ہے۔

"حضرت مسیح موعود نبی معصوم ہیں ان سے مس اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب ثواب و برکات ہے۔"

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

سُنارا جیولرز

آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر: ۲۴۳۵۰۸۰

تم ختم نبوت کے دفتر سے اس اخبار کا فوٹو لے لو اور ایک ایک قادیانی کو دکھاؤ۔ اور کہو کہ پہلے یہ بات بتاؤ آگے پھر بات کرنا۔ حیات مسیح، وفات مسیح، ختم نبوت جاری ہے یا بند ہے یہ تم نے کیا چکر چلا رکھے ہیں یہ بتاؤ کہ نبی معصوم غیر محرم عورتوں سے تنہائی میں ٹانگیں دبوایا کرتے ہیں۔ پھر میں نے ایک بات بتائی دو چار ایسے نکتے یاد کر لو۔

ایک بات قادیانیوں سے یہ کہو کہ کیا کسی شریف کے مرتے وقت ایسا دیکھا گیا ہے کہ آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے پاخانہ جاری ہو۔ مرزا "وبائی ہیضہ" کی موت مرا بس "وبائی ہیضہ" تم نے کہا اور قادیانی بھاگا نہیں۔ اس کا حوالہ بھی ہمارے ختم نبوت کے دفتر سے لو۔ اس کا فوٹو اسٹیٹ لے لو اور ایک ایک قادیانی کو دکھاؤ۔ مولوی ثناء اللہ سے مرزا نے مباہلہ کیا تھا بددعا کی تھی۔ لمبا واقعہ ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ مرزا نے اپریل ۱۹۰۷ء میں بددعا کی کہ یا اللہ مولوی ثناء اللہ مجھے دجال، کذاب، مکار، جھوٹا، فریبی یہ کہتا ہے یا اللہ ہمارے درمیان میں سچا فیصلہ فرما دے۔ اگر میں واقعی تیری طرف سے ہوں تو مولوی ثناء اللہ میرے سامنے مرے نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ خدائی عذاب سے جیسے ہیضہ، طاعون۔ ایسے عذاب سے مرے اور اگر میں

اسلامی سائنس فاؤنڈیشن کا سربراہ

عبدالسلام قادیانی مرتد کو کیوں بنایا گیا ہے

جھوٹا ہوا اور مولوی ثناء اللہ سچا ہے تو تُو مجھے ثناء اللہ کے مقابلے میں مجھے موت دیدے اور ثناء اللہ کی زندگی میں۔ نتیجہ کیا ہوا۔ ایک سال کے بعد مرزا مرگیا۔

۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مرگیا اور حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ پاکستان بننے کے بعد سرگودھا آ گئے۔ اور ۱۹۴۹ء میں ان کا انتقال ہوا تو جو بددعا مرزا نے کی تھی یعنی دونوں میں سے سچے اور جھوٹے کے حق میں کہ جھوٹا آدمی سچے کی زندگی میں مرجائے وہ دعا اللہ نے قبول فرمائی اور جیسی موت مانگی تھی ویسی موت آئی یعنی ہیضہ کی موت۔

عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ تین ایک ہیں اور ایک تین ہیں یہ معمہ ہمیں آج تک وہ سمجھا نہیں سکے تھے یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معمہ لوگوں کو کیسے سمجھ میں آیا یعنی خود غلام احمد خود ہی مریم اور خود ہی مسیح بن مریم

یہاں درمیان میں ایک لطیفہ سنا دوں جب مرزا مرگیا تو قادیانیوں نے بڑا شور مچایا۔ مولانا ثناء اللہ صاحبؒ نے لکھنا شروع کیا۔ یہ اہلحدیث عالم تھے ان کو لوگ فاتح قادیاں کہا کرتے تھے۔ امرتسر میں رہتے تھے اور مرزے کے ساتھ مقابلہ رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ تو آخر اس مسئلے پر گفتگو کے لئے مرزا کا ایک مرید میر قاسم علی، اس نے طے کر لیا کہ لدھیانہ میں اس پر مناظرہ ہوگا۔ اس موضوع پر کہ مرزا صاحب جو مرے ہیں یہ اپنی بددعا سے مرے ہیں۔ یہ اس کے جھوٹے ہونے کی علامت ہے یا نہیں اور اتفاق کی بات کہ لدھیانہ ہر جگہ آتا ہے۔ یہ مناظرہ بھی لدھیانہ میں طے ہوا اور اس مناظرہ کا فیصلہ کرنے کے لئے اب جج کس کو بنایا جائے۔ اگر کسی مسلمان کو بناتے ہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ کی رعایت کرے گا اور اگر کسی مرزائی کو بناتے ہیں تو وہ اس کی رعایت کرے گا۔ بالآخر یہ ٹھہری وہاں لدھیانہ کے ایک جج تھے سردار صاحب خالصہ جی خود میر قاسم علی نے اس کا نام پیش کیا کہ اس کو جج بنا لیا جائے اور تین سو روپے انعام رکھا گیا کہ جو ہار جائے وہ تین سو روپیہ جیتنے والے کو دے۔ لدھیانہ میں مناظرہ ہوا مولانا ثناء اللہ اور میر قاسم علی کا اس موضوع پر کہ مرزا نے جو بددعا کی تھی اس کے مطابق وہ مرا ہے یا نہیں اور وہ مر کر اپنے

مرزا جھوٹا تھا لہذا سچے (مولانا ثناء اللہؒ) کی زندگی میں مر گیا

جھوٹا ہونے پر مہر لگا گیا ہے یا نہیں۔ جج نے مناظرہ سننے کے بعد مولانا ثناء اللہ کے حق میں فیصلہ دیا اور تین سو روپے جیب میں ڈال مولانا ثناء اللہ امرتسر آ گئے۔ کہنا یہ ہے کہ اپنی اس پیشگوئی کے مطابق بددعا کے مطابق مرا اور ہیضے کی موت مرا۔ اور ہیضہ بھی وبائی ہیضہ۔ ہمارے پاس اس کا ثبوت بھی موجود ہے۔ آپ ختم نبوت کے دفتر سے یہ بھی منگوائیں۔ کتاب حیات ناصر مرزا کے سسر کی سوانح عمری ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴ پر لکھا ہے۔ کہ میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دس بجے رات ہیضہ ہوا تھا دو بجے ٹیل بج گئی تو کہتا ہے کہ میں دو بجے غالباً حاضر ہوا تھا حضرت صاحب نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا "میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے" یہ آخری الفاظ تھے جو آپ کے منہ سے نکلے اس کے بعد کوئی صاف بات میرے علم میں آپ نے نہیں کی۔ یہ مرزے کے آخری لفظ ہیں۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ کلمہ کس کو نصیب ہوتا۔

وبائی ہیضے کی بات کرو۔ بھاگو کی بات کرو اور بہت سے نکتے ہم بتا سکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ قادیانی جو مسلمانوں کو مغالطہ دیتے ہیں اور خواہ مخواہ کو پکڑ لیتے ہیں تو مسلمان اگر دو چار نکتے ایسے نوٹ کرے تو قادیانی بھی نہیں چلے گا۔۔۔۔مرزا قادیانی

یہ کہتا ہے مجھے حیض آتا ہے۔ بتاؤ حیض عورت کو آیا کرتا ہے یا مرد کو آیا کرتا ہے۔ تو مرزا مرد تھا یا عورت تھی اور کہتا ہے پہلے اللہ نے مجھے مریم بنایا پھر میں مریمی حالت میں نشوونما پاتا رہا اس کے بعد مجھے حمل ہوگیا اور دس مہینے تک میں حاملہ رہا۔

ہمارے لاہور میں ایک ریاض الحسن گیلانی وکیل ہیں وہ کہنے لگے دس مہینے کوئی حاملہ رہتی ہے۔ (یعنی دس مہینے کا حمل تو گدھی کو ہوتا ہے) مرزا کہتا ہے میں دس مہینے حاملہ رہا اور اس کے بعد مجھ میں سے بچہ پیدا ہوا اور وہ تھا عیسیٰ۔ اس لئے میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ عیسیٰ بن مریم یعنی عیسیٰ بیٹا مریم کا۔ خود ہی مریم، خود ہی غلام احمد اور خود ہی پیدا ہونے والا عیسیٰ۔ یہ تو ہم سنتے تھے کہ عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ تین ایک ہیں

اور ایک تین ہیں۔ وہ یہ معمہ ہمیں آج تک سمجھا نہیں سکے تھے۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا معرف دیانی لوگوں کو کیسے سمجھ میں آیا۔

دوسری بات جو مجھے عرض کرنی ہے کہ قادیانیوں کے چند سوالات ہیں۔ ایک سوال انہوں نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے ریڈیو میں سنا ہوگا یا اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کے سامنے انہوں نے اپنی یہ درخواست پیش کی کہ پاکستان میں جو قانون نافذ کیا گیا ہے اس سے قادیانی (احمدی) اقلیت کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے اور اقوام متحدہ کے اس کمیشن نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ اس قانون کو منسوخ کیا جائے اور اس قانون کی انہوں نے مذمت کی ہے۔ کون سا قانون؟ یہ آخری قانون جو ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء جمعرات کی شام کو نافذ ہوا کہ قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ قادیانی اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور قادیانی کسی مسلمان کو اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ یہ جو جنرل محمد ضیاء الحق نے قانون نافذ کیا ہے اس کی انسانی حقوق کے ادارے نے مذمت کی ہے اور حکومت پاکستان سے اپیل کی ہے کہ اس قانون کو واپس لیا جائے۔

یہاں اس سلسلے میں ایک دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ان کا ہم پر اعتراض ہوا کہ ہمارے حقوق کو پاکستان میں پامال کیا جا رہا ہے۔ میرے جو لکھے پڑھے بھائی ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قرآن اور نبی کی حدیث پر کم ایمان رکھتے ہیں مگر ان لوگوں پر زیادہ ایمان رکھتے ہیں الا ماشاء اللہ جو بات مغرب کی طرف سے آجائے وہ کہتے ہیں بس یہ بات ہے غالباً وہ بھی اس سے متاثر ہو گئے ہوں گے۔

> **علماء کرام کے دلائل سے سمجھانے سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی حکومت پر لازم ہے کہ وہ جس طرح ڈاکوؤں اور چوروں کے خلاف قانون بناتی ہے اسی طرح ایمان کے ڈاکوؤں کے خلاف قانون بنائے اور ان پر سزا جاری کرے ۔**

اس سلسلے میں پہلی بات وہ کہنے یہ عرض کرنا ہے کہ اس قرارداد سے اور قادیانیوں کی اس درخواست سے جو انہوں نے اقوام متحدہ میں پیش کی۔

یہ بات معلوم ہو گئی کہ قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں۔ دیکھو بھائی عدالت میں دو فریق جاتے ہیں ایک مدعی ہوتا ہے اور ایک مدعی علیہ۔ مدعی اور مدعی علیہ کے درمیان میں اگر دوستی ہوتی تو ان کو اپنا مقدمہ عدالت میں لے جانے کی ضرورت تھی کیوں جی! اگر ان کا جھگڑا نہ ہوتا آپس میں دشمنی نہ ہوتی تو جھگڑا عدالت میں لے جانے کی ضرورت نہیں تھی وہ اپنے گھر میں طے کر سکتے تھے۔ عدالت میں جھگڑا اور مقدمہ لے جانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہیں۔ قادیانیوں نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے کمیشن کو درخواست دی تو اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ پاکستان اور پاکستان کے قانون کے قادیانی دشمن ہیں اور اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادیں کیا قیمت رکھتی ہیں۔ وہ مجھے بھی معلوم ہے آپ کو بھی معلوم ہے۔ فلسطینیوں کے بارے میں اقوام متحدہ کتنی قراردادیں پاس کر چکا ہے۔ کشمیر کے سلسلے میں کتنی قراردادیں پاس ہو چکی ہیں۔ قبرص کے مسلمانوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہو چکی ہیں فلسطین اور جنوبی افریقہ کے کالوں کے بارے میں کتنی قراردادیں پاس ہو چکی ہیں۔ یہ دیکھو کاغذ کا ایک پرزہ اس کی کوئی قیمت ہوتی ہے اس کو جلا کر کے آدمی کم از کم نسوار لے سکتا ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں کی قیمت اتنی بھی نہیں ہے کہ اس کو جلا کر نسوار کا کام لے لیا جائے۔ یہ مجھے معلوم ہے آپ کو بھی معلوم ہے کہ اس قرارداد کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ اقوام متحدہ کی اس قرارداد سے ہماری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا لیکن ایک بات ضرور ہے وہ یہ کہ تمام دنیا کی نظریں ان کی طرف متوجہ ہو جائیں گی اور وہ یہ کہیں گے کہ واقعۃً پاکستان میں اقلیتوں کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں یہ بات ٹھیک ہے کہ نہیں پاکستان کو بدنام ہوگا نا؟ بدنام کرنے کی کوشش ہوئی۔ میں کہتا ہوں کبھی کسی ہندو نے کبھی کسی سکھ نے کبھی کسی پارسی نے کبھی کسی عیسائی نے کبھی کسی دوسرے مذہب والے نے پاکستان کے خلاف یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق کو پامال کر رہا ہے۔ یہ پہلی اقلیت ہے جس نے پاکستان پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اقلیتوں کے حقوق غصب کر رہا ہے۔

تیسری بات اس سلسلے کی یہ ہے کہ ہم نے ان کا کیا حق غصب کیا ہے کہ ان پر پابندی لگا دی یہ کلمہ نہیں پڑھ سکتے یہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے لئے میں ایک بات عرض کرتا ہوں اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے آپ تو سمجھے ہوئے ہوں گے لیکن میں اپنا سبق دہرانے کے لئے عرض کر رہا ہوں استاد کو سبق سنایا بھی تو جاتا ہے میں اپنا سبق آپ حضرات کو سنانے کے لئے عرض کرتا ہوں یہ نہیں کہ آپ کو پتہ نہیں لگے نہیں آپ انشاء اللہ پہلے سمجھے ہوئے ہوں گے مجھے توقع ہے لیکن میں ذرا اپنا آموختہ دہراتا ہوں۔

قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں کیوں کہ وہ پوری دنیا میں پاکستان کو حقوق کے نام پر بدنام کر رہے ہیں ۔

قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے مگر یہ آزادی وہاں تک ہے جہاں تک اسلام کی حد شروع نہیں ہوتی

ایک شخص اس طرح اپنا ہاتھ فضا میں لہرا رہا تھا کہ دوسرے کے کان پر وہ لگا اس نے کہا میاں عقل رکھتے ہو کہ نہیں تم اس طرح ہاتھ لہرا رہے ہو۔ وہ کہنے لگا میں آزاد فضا میں سانس لے رہا ہوں اور مجھے ہاتھ پھیلانے کی مکمل آزادی ہے کوئی مجھ پر پابندی نہیں لگا سکتا دوسرے نے کہا کہ آپ بجا فرماتے ہیں آپ کو کلی آزادی ہے لیکن آپ کی آزادی اس حد تک ہے جہاں تک میرا کان شروع نہیں ہوتا جہاں سے میرے کان کی حد شروع ہو جاتی ہے وہاں آپ کی آزادی ختم۔ یہ بات انصاف کی ہے کہ قادیانیوں کو مکمل آزادی ہے لیکن یہ ان کی آزادی وہاں تک ہے جہاں تک اسلام کی حد شروع نہیں ہوتی۔ جہاں اسلام کی حد شروع ہو جائے وہاں ان کی آزادی نہیں۔ جب یہ بات سمجھ میں آگئی تو اب سمجھو ہم نے ان پر کیا پابندی لگائی ہے۔ ہم نے ان سے نہیں کہا کہ تم اپنی جس طرح عبادت کرتے ہو نہ کرو۔ تم کافر ہو کر اذان دیتے ہو اور اذان سن کر ایک مسلمان تمہارے پیچھے آ کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھ لیتا ہے اس کی نماز ہو جائے گی؟ لوگوں نے کہا نہیں ہوگی۔ اذان جو شعار ہے اسلام کی علامت ہے، مسجد اسلام کی علامت ہے۔ ابوداؤد میں اور حدیث شریف کی دوسری کتابوں میں بلکہ صحیح بخاری شریف میں بھی یہ حدیث موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ کرامؓ کو باہر جہاد کے لئے بھیجتے تھے تو ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ إذا سمعتم أذانا أو رأيتم مسجدا جب تم اذان سنو یا کسی بستی میں مسجد دیکھو تو اپنے ہاتھ روک لو۔ اس لئے کہ اذان کا آنا اور مسجد کا ہونا بستی کے مسلمان ہونے کی علامت ہے تو ہم نے صرف اتنا کہا کہ انہوں [illegible]

کیا چور کو چوری سے روکنے کے لئے قانون پاس کرنا جرم ہے؟

پابندی نہیں لگائی بلکہ صرف اتنا کہا ہے خدا کے لئے اسلام میں مداخلت نہ کرو تمہیں آزادی ہے مگر اسلام کے دائرے سے باہر باہر آزادی ہے، اسلام کے اندر نہیں۔ یہ بات منصفانہ یا غیر منصفانہ ہے۔ سب مسلمانوں نے کہا منصفانہ ہے۔ اب میں انسانی حقوق کے کمیشن سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک مکان ظفر اللہ خان قادیانی کا ہے اور چور اس میں نقب لگاتا ہے تو کیا اس چور کو نقب لگانے کی اجازت ہوگی؟ اور اگر اس کے خلاف کوئی حکومت قانون بنائے تو چور بھی کہے گا کہ یہ میرے انسانی حقوق کی حق تلفی کی جا رہی ہے مجھے اپنا پیشہ نہیں کرنے دیا جاتا۔ میرا پیشہ ہے نقب لگانا۔ لوگوں کے مکانوں میں نقب لگانا میرا پیشہ ہے اور یہ میرے پیشے پر پابندی لگاتے ہیں یہ میری معاش پر پابندی لگاتے ہیں حکومت پاکستان بڑی ظالم ہے اس کے خلاف قرارداد مذمت ہونی چاہئے۔

انسانی حقوق کے کمیشن میں کوئی بزرجمہر کوئی افلاطون ایسا ہے جو اس کی تائید کرے گا کیوں جی؟ عوام نے کہا نہیں۔ اس لئے کہ وہ تو ٹھیک ہے کہ نقب لگانے والا نقب لگاتا ہے اور یہ اس کا پیشہ ہے لیکن اس کا نقب لگانا دوسرے کے مکان میں مداخلت ہے اس لئے یہ خود مجرم ہے۔ نقب لگانے والا مجرم ہے، جو اس کو روکتا ہے یا روکنے کے لئے قانون پاس کرتا ہے وہ مجرم نہیں ہے۔ اسی طرح قادیانیوں نے کافر پکے کافر ہونے کے باوجود اسلام میں نقب لگائی نوے سال تک اس میں داخل رہے۔ اسلام کے نام پر لوٹتے رہے صرف اسلام اور مسلمانوں کو نہیں بلکہ پوری دنیا کو دھوکہ دیتے رہے اسلام کے اندر گھس کر جو کچھ ان سے لوٹ مار ہو سکی انہوں نے کی۔ نوے سال تک ان کو مہلت ملی رہی بالآخر ان کا وہ سوراخ بند کر دیا گیا وہ نقب جہاں سے لگائی گئی تھی وہ سوراخ بند کر دیا گیا اور ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر اس مکان سے باہر کر دیا گیا۔ اب باہر کئے جانے کے باوجود یہ ملّا کہتے کہ یہ مکان تو ہمارا تھا ہم تو لوٹ مار کرتے تھے۔ ہم نے کہا اب تم ایسا نہیں کر سکتے تمہیں اجازت نہیں ہوگی۔ آپ انصاف فرمائیے کہ حکومت پاکستان کا یہ قانون انصاف پر مبنی ہے یا اقوام متحدہ کے کمیشن نے اس کے خلاف جو قرارداد پاس کی ہے وہ انصاف پر مبنی ہے۔ دیکھنا چاہئے۔ (لوگوں نے کہا کہ حکومت پاکستان کی قرارداد انصاف پر مبنی ہے۔)

میں نے جب یہ بات سنی اس وقت سے آج تک سوچ رہا ہوں کہ یا اللہ وہ کیسے لوگ بیٹھے ہیں جن کو اللہ نے اتنی بھی تمیز نہیں دی کہ انسانی حقوق کیا

مُحمّد رسول الله ہونے کا دعویٰ

محمد رسول اللہ والذین معہ "اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا ہے" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ مطبوعہ ربوہ)

کلمہ طیبہ: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ — اور

کلمہ خبیثہ: لا الٰہ الا اللہ مرزا قادیانی رسول اللہ

مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت کوئی الگ پیغمبر نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے "صار وجودی وجوده" نیز "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأى" اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

پاکستان کی کسی اقلیت نے پاکستان پر حقوق کے پامال ہونے کا الزام نہیں لگایا، سوائے قادیانیوں کے

ہوتے ہیں اور ان کی پامالی کیا ہوتی ہے۔ انسانی حقوق کے ماہرین وہ کیسے بیٹھے ہیں۔ مسلمان انسانی حقوق نہیں رکھتے۔ مسلمانوں کے حقوق میں جو قوم، یا جو ٹولہ یا جو گروہ مداخلت کرتا ہے ہم کیوں نہ ان کو رد کریں۔

چوتھے نمبر کی بات یہ ہے۔ وہ مشہور شعر ہے۔

؎ وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرا
اقربا میرے کریں، خون کا دعویٰ کس پر

خود قرارداد پیش کرنے والے قادیانی، خود ہی گواہی دینے والے اور ہماری طرف سے اگر کوئی وکالت کرتا، جواب دہی کرتا تو ہمارا سفیر کرتا۔ جینوا میں جو ہمارا سفیر تھا ہمارا پاکستان کا نمائندہ تھا وہ ہماری وکالت کرتا اور یہ کہتا کہ اقوام متحدہ میں میرے ملک کے خلاف جو قرارداد مذمت پاس کی جا رہی ہے وہ غلط ہے میں اس کے خلاف احتجاج کرتا ہوں اور میں دلائل دیتا ہوں۔ پاکستان کے نمائندہ کو یہ کام کرنا چاہیئے تھا اور وہ چشم بدور قادیانی۔ ذرا انصاف دیکھئے، قرارداد پیش کرنے والے وہ، گواہی دینے والے وہ، اور ہماری طرف سے جس نے نمائندگی کرنی تھی اور وکالت کرنی تھی وہ بھی وہ، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جینوا میں اس قادیانی منصور احمد کو کیوں بٹھایا گیا ہے وہ کس مرض کی دوا ہے۔ اقوام متحدہ کے ادارے میں پاکستان کی نمائندگی قادیانی کرے گا؟ (اور اس وقت منصور احمد کو جاپان کا سفیر بنا دیا گیا۔ اور اس کی جگہ جس کو لایا گیا ہے۔ وہ بھی قادیانی ہے۔)

اس سلسلے کی ایک بات اور، جب یہ بات ختم ہو جائے گی پھر اگلی بات کروں گا۔ ہم نے پاکستان میں قادیانیوں پر پابندی عائد کی ہے ہماری حکومت نے کی ہے اور حکومت نے بھی مفت میں نہیں کی بلکہ زبردست تحریک چلی۔ اس کے نتیجے میں کی ہے۔ میں اس کی داستان نہیں بیان کرنا چاہتا۔ مجھے کہنا یہ ہے کہ پاکستان نے قادیانیوں پر کچھ پابندیاں عائد کی ہیں لیکن قادیانیوں کی جو اصل سزا ہے اس کی نسبت یہ پابندی پابندی نہیں ہے۔ قادیانیوں کی اصل سزا کیا ہے وہ آپ کو بتاتا ہوں۔ حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ان دونوں بزرگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن بھیجا تھا ایک، ایک علاقے میں، دوسرا دوسرے علاقے میں، حضرت معاذ بن جبلؓ ایک دفعہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ملنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ ایک آدمی دھوپ میں کھڑا کیا ہوا ہے۔ یہ صحیح بخاری شریف کی روایت ہے یہ ابھی سواری پر تھے پوچھا کہ اس کو دھوپ میں کیوں کھڑا کر رکھا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ مرتد ہو گیا ہے۔ پہلے مسلمان ہوا اس کے بعد پھر اسلام سے پھر گیا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں سواری سے نیچے نہیں اتروں گا جب تک کہ اس کو قتل نہیں کر دیا جاتا اس لئے کہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوہ جو شخص اپنے دین کو تبدیل کر دے اس کو قتل کر دو۔ یہ

قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں

بات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے خود اپنے کانوں سے سنا ہے۔ چنانچہ اس مرتد آدمی کو قتل کیا گیا اور یہ سواری سے نیچے اترے۔

قادیانی، مدعی نبوت کو ماننے والے زندیق اور مرتدوں کے حکم میں ہیں ان کی سزا ارتداد ہے اور اب ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ ان پر سزائے ارتداد جاری کرے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا جب حکومت ان پر سزائے ارتداد جاری کرے گی اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ پاکستان نے ان پر پابندی عائد نہیں کی تھی بلکہ ان کے ساتھ رحم کیا تھا۔

تم وہ وقت لانا چاہتے ہو عالم اسلام میں، کہ جہاں کہیں قادیانی ملے اس پر سزائے ارتداد دی جائے اور اس پر سزائے موت جاری کی جائے تم یہ چاہتے ہو اور اس وقت تم دنیا کو کہو گے کہ ہائے ہم پر ظلم ہو گیا۔ میں اس وقت بھی جواب دوں گا کہ یہ ظلم نہیں ہے عین انصاف ہے اس لئے کہ اگر کسی ملک کے باغی کو قتل کیا جاتا ہے اور اس کی سزا قتل ہے۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کی سزا بھی قتل ہے۔

کوئی بڑے سے بڑا مہذب ملک مجھے آج بتلائے امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس، جرمنی یا بڑے بڑے دوسرے ممالک، کوئی مہذب ملک ایسا بتاؤ جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو۔ کوئی ایسا ملک ہے؟ (لوگوں نے کہا نہیں) کوئی ایسا ملک آج بھی ہے جس میں باغی کو سزائے موت نہ دی جاتی ہو؟ اگر ملک کے باغی کو سزائے موت دی جا سکتی ہے تو اسلام کے قانون میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باغی کو بھی سزائے موت ملے گی۔

تم انسانی حقوق کے کمیشن کے پاس جانا اور درخواستیں دینا لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو انسانی حقوق کے کمیشن کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

ایک صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے، کھانا کھا رہے تھے لقمہ نیچے گر گیا۔ انہوں نے اٹھایا صاف کر کے کھا لیا۔ کسی پاس بیٹھنے والے نے کہا۔ اس علاقے کے لوگ اس کو معیوب سمجھتے ہیں کہ جو لقمہ نیچے گر جائے اس کو صاف کر کے کھا لیا جائے۔ فرمایا أأترک سنة نبيي صلی اللہ علیہ وسلم لهؤلاء الحمقاء۔

میں ان احمقوں کی خاطر اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دوں۔

اور ہم ان احمقوں کی خاطر اسلام کے قانون کو بدل دیں۔ امریکہ، برطانیہ اور مغرب کے لوگوں کی خاطر، کلا ورب الکعبہ رب کعبہ کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ مرتد کی سزا موت ہے اور یہ سزا برحق ہے اور یہ قادیانیوں پر جاری ہو کر رہے گی۔ تم ہمارے صبر کا کب تک امتحان لینا چاہتے ہو؟ تمہیں معلوم ہے ایک پوری صدی سے ہم صبر کر رہے ہیں۔ تم نہیں

رعایتیں دے رہے ہیں تمہیں نواز رہے ہیں۔ تمہاری منت سماجت کر رہے ہیں اور تم نخرے کر رہے ہو جس دن سزائے موت جاری ہوگئی اس وقت تمہیں پتہ چلے گا کہ ہمارے ساتھ اب تک بہت رعایت کی جاتی رہی ان شاء اللہ پھر تم دیکھو گے یہ اس طرح چھپیں گے جس طرح چوہا اپنے بل میں چھپ جاتا ہے۔ یہ بات میں نے یہاں ختم کی۔ ایک آخری بات کرتا ہوں۔ ایک سوال آج ہمارے ایک بزرگ نے کیا۔ اونچی محترم شخصیت نے کہا کہ قادیانیوں کی کتنی تعداد ہے؟ ہم نے کہا کہ پاکستان میں کل تعداد ایک لاکھ چار ہزار تین سو ستر۔ کہنے لگے کہ جی نہیں اتنے تو نہیں کچھ ایسے بھی ہوں گے۔ جنہوں نے اپنے آپ کو مسلمان لکھوایا ہوگا۔ میں نے کہا چلو ان کو دس ہزار فرض کر لو۔ کہنے لگے کہ زیادہ ہوں گے۔ میں نے کہا کہ بیس ہزار کر لو۔ کہنے لگے نہیں زیادہ ہوں گے۔ میں نے کہا چلو ایک لاکھ فرض کر لو۔ تب بھی پاکستان میں دو لاکھ ہے۔ کہنے لگے جی میں ایک بات پوچھتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب قادیانی اتنی چھوٹی سی اقلیت میں ہیں اتنی مختصر اقلیت ہے اور مسلمانوں کی اکثریت اور بھاری اکثریت ہے تو قادیانیوں کی مخالفت کے لئے قانون کا کیوں سہارا لینا پڑا؟ تبلیغ کے ذریعے یہ بات ہونی چاہئے تھی۔ قانون کا سہارا لینے کی کیا ضرورت ہے؟

یہ بات مرزا طاہر کی بنائی ہوئی ہے، ہمارے اس بزرگ تک بھی پہنچ گئی ہوگی۔ مجھے آیا تو اتنا غصہ کہ میں سر سے پاؤں تک جل گیا۔ میرے رفقاء تو خیر متانت سے کوئی جواب سوچ رہے تھے کہ اس کا کیا جواب دیا جائے لیکن مجھے تو آگ لگ گئی۔ میں نے فوراً کہا جی کیا مطلب؟ کہنے لگے کہ قادیانیوں پر جو قانونی پابندی عائد کی گئی ہے اس کا سہارا لینے کی کیا ضرورت تھی جب ہمارا مذہب برحق ہے اور ان کا مذہب جھوٹا ہے۔ ہم اکثریت میں ہیں اور وہ معمولی سی اقلیت ہے تو قانونی پابندی کیوں عائد کی گئی۔ قانون کا سہارا لینے کی کیا ضرورت پیش آتی۔ میں نے کہا کہ جی: پاکستان میں چوروں کی اکثریت ہے یا ساہوکاروں کی اکثریت ہے؟ کہنے لگے کہ چور تو بہت چھوٹی سی اقلیت ہے۔ میں نے کہا کہ چوری جیسی حرکت کے لئے قانون کا سہارا کیوں لیا جاتا

قادیانیوں کی اصل سزا وہی ہے جو شریعت میں ایک مرتد کی ہے۔

ہے۔ بس اس پر خاموش ہوگئے۔ آگے کوئی بات نہیں کی۔

یہ بات بھی قادیانیوں نے پڑھائی ہے یا ممکن ہے کہ خود ہی تو وارد ہوگیا ہو۔ یعنی قادیانی بھی وہی بات کہتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان بزرگ کے ذہن میں بھی وہی بات فطری طور پر آگئی ہو۔ دشمنی نہ ہونے کی وجہ سے۔ یہ بات رہ گئی تبلیغ و دعوت کا بھی ایک میدان ہے اور الحمد للہ علماء نے اپنا فرض ادا [illegible] ہم اپنی تقصیر کا اعتراف کرتے ہیں اور [illegible]

انسانی حقوق کے کمیشن سے

صاف صاف باتیں

لیکن الحمد للہ اس کے باوجود علماء حق نے کبھی بھی تبلیغ کے میدان میں کوتاہی نہیں کی۔ لیکن تبلیغ کا ایک میدان ہوتا ہے اور ایک میدان قانون کا ہے جہاں تک تبلیغ کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہئے لیکن جہاں قانون کا میدان ہے وہ بھی اپنی جگہ ہونا چاہیے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے کام تبلیغ ہی سے چلا کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی آپ نے سنا ہوگا من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان۔

جو شخص تم سے کسی برائی کو دیکھا سے چاہیے کہ ہاتھ سے روک دے۔ اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روک دے۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ تو دعوت اور تبلیغ ہوتی ہے زبان سے۔ [illegible] کا درجہ [illegible] اصل درجہ ہے ہاتھ سے روکنا اور علماء نے فرمایا ہے کہ ہاتھ سے روکنا حکومت کا کام ہے اور [illegible] کو قانونی پابندی کہتے ہیں۔

تو منکرات اور برائیوں کا روکنا چاہے زنا ہو چاہے چوری ہو چاہے شراب نوشی ہو یا مدعیان نبوت کا فتنہ ہو یا منکرین حدیث کا فتنہ ہو یا دوسرے فتنے ہوں ان کو روکنا سب سے زیادہ سب سے اول نمبر پر حکومت کی ذمہ داری ہے یہ کہنا کہ تبلیغ کے ذریعے ان کو روکو یہ بات بہت غلط ہے جو شیطان نے اپنے چیلوں کو پڑھائی ہے

باقی تبلیغ ہم کرتے ہیں مناظرے بھی کرتے رہے [illegible] مناظرہ کرنا، دلائل سے سمجھانا۔ ہم دلائل سے سمجھانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں ہر قادیانی کو سمجھانے کے لئے تیار ہیں جو بھی سمجھنا چاہے [illegible] لیکن جو سمجھنا نہ چاہے۔ ختم اللہ علی قلوبہم اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے۔ ظاہر بات ہے کہ مہر شدہ دلوں کے اندر ہم حق کو نہیں اتار سکتے، ہدایت کو نہیں اتار سکتے۔

إنك لا تهدي من أحببت ولكن الله يهدي من يشاء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا آپ جس کو چاہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ اللہ جس کو چاہے ہدایت دے۔ نبی کا کام بھی ہدایت کی بات پہنچا دینا ہے۔ ہدایت کی بات دل میں اتار دینا نہیں ہے۔ لوگ ہم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ قادیانیوں کو سمجھاؤ، یہ کیوں نہیں سمجھتے ہم کہتے ہیں ہم ان کے کانوں تک پہنچا سکتے ہیں ان کے دلوں میں اتارنا ہمارا کام نہیں ہے لیکن علماء کے مناظرے، علماء کے مباحثے سے حکومت کی ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی، حکومت پر لازم ہے کہ جس طرح ڈاکوؤں اور چوروں کے خلاف وہ قانون بناتی ہے اسی طرح ان کذابوں کے خلاف قانون بنائے اور ان پر سزا جاری کرے۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ غلط ہے؟

سب لوگوں نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس موضوع کو ختم کر دوں

البتہ آخر میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا۔ ہم لندن میں جنگ اخبار کے دفتر گئے۔ وہاں کے اخبار نویس وہ کچھ ایسا مشکوک آدمی تھا۔ اس نے کہا کہ جی ہم نے تو یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہم غیر جانبدار رہیں گے نہ قادیانیوں کی طرفداری ہم کریں نہ مسلمانوں کی طرف داری کریں بلکہ دونوں کی چیزیں شائع کریں، دونوں کی خبریں شائع کریں، دونوں کے اشتہار شائع کریں۔ میں نے کہا بھائی بڑی اچھی بات ہے۔ بڑی سوہنی گل اے۔

قیامت کے دن ایک طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کی اُمت کا کیمپ ہوگا اور ایک طرف ملعون دجال خبیث، مرتد مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی مرتد ذریت کا کیمپ ہوگا اور تم درمیان میں کھڑے ہوجانا اور کہنا کہ ہم غیر جانبدار رہنا چاہتے ہیں نہ اس طرف نہ اُس طرف۔ کیوں بھائی تم سے جو غیر جانبدار رہنا چاہتا ہو وہ ہاتھ کھڑا کرے۔ (کسی نے ہاتھ کھڑا نہیں کیا) اللہ تعالیٰ اس غیر جانبداری سے بچائے اس کو اللہ نے فرمایا ہے۔

لا الیٰ ھٰؤلاء ولا إلیٰ ھٰؤلاء

نہ اُدھر نہ اِدھر۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے منافق فرمایا جب یہ بات طے ہوگئی تو اب سمجھو جو شخص بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وہ غیر جانبدار نہیں رہ سکتا اگر وہ غیر جانبدار رہنا چاہتا ہے تو وہ پھر اُدھر ہی چلا گیا ہماری طرف وہ نہیں آیا اور قیامت کے دن انہی کے ساتھ اٹھے گا غیر جانبدار نہیں رہ سکتا جو شخص بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے اس کو اس دائرے میں آنا پڑے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا دائرہ ہے اس کیمپ میں آنا پڑے گا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا کیمپ لگا ہوا ہے۔ اسے مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن بننا پڑے گا ٹھیک ہے۔

(لوگوں نے کہا بالکل ٹھیک ہے)

بھائی یہ نہ سمجھ لینا۔ تمام مسلمان بھائی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائل ہیں اور اس کے رکن ہیں الحمدللہ۔ میں اپنے دوستوں سے کبھی کبھی کہا کرتا ہوں کہ تم جس ملک میں چلے جاؤ جس جگہ چلے جاؤ جس مسجد میں چلے جاؤ وہ تمہاری ختم نبوت کا مرکز ہے اور تمہارا دفتر ہے۔ ہر مسلمان الحمدللہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن ہے کیونکہ وہ ختم نبوت پر عقیدہ اور ایمان رکھتا ہے۔ ٹھیک ہے بھائی۔ (سب نے کہا ٹھیک ہے) یہ بات غلط تو نہیں ہے۔ (سب نے کہا نہیں) لیکن اسی کے ساتھ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کام کرنے والے تھوڑے لوگ ہوتے ہیں اور کچھ لوگ جہاد کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ ان کو امداد پہنچانے والے ہوتے ہیں کچھ اخلاقی مدد کچھ مالی مدد، کچھ دوسری مدد، جس قسم کی بھی مدد ان کو پہنچائی جاسکتی ہے۔ جو فوج مورچے پر لڑ رہی ہے۔ دشمن کے مقابلے میں ہمارے مورچے پر لڑ رہی ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کی رسد ختم نہ ہونے دیں۔ ان کا اسلحہ ختم نہ ہونے دیں جو مدد بھی ہم پہنچا سکتے ہیں ہم ضرور پہنچائیں اگر وہ رسد کے بغیر رہ گئے اگر وہ اسلحہ کے بغیر رہ گئے اگر اخلاقی اور مالی مدد ان کو نہ پہنچی تو ظاہر بات ہے کہ وہ مورچوں کو سنبھال نہیں سکتے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے آپ سارے کے سارے رکن ہیں اس لئے کہ آپ سب ختم نبوت کے قائل ہیں۔ اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ آپ سب کے سب یہ کام تو نہیں کرسکتے۔ لیکن جو لوگ قادیانیوں کا تعاقب کررہے ہیں اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے آگاہ کررہے ہیں ان کی امداد و تعاون کرنا یہ آپ کا اور میرا فرض ہے یا نہیں؟ (لوگوں نے کہا۔ ہے)

بس میں یہ کہنا چاہتا ہوں اب تک ہم قادیانیوں کا اپنے ملک میں تعاقب کرتے رہے اور اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرزا طاہر قادیانی کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیا اللہ نے اس کو بھگا دیا وہ لندن چلا گیا۔ اب ہمیں پوری دنیا میں قادیانیت کا مقابلہ کرنا ہے بزدل دشمن نے ہمیں للکارا ہے محمد رسول اللہ کے غلاموں کو للکارا ہے انہیں معلوم نہیں ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام غازی علم دین شہید کی مثالیں بھی پیش کرسکتے ہیں۔ لندن میں ایک ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنایا جائے گا اس کے لئے یہ وفد مالی تعاون حاصل کرنے کے لئے یہاں آیا ہوا ہے۔ آپ حضرات میں سے بہت سے حضرات ہیں جنہوں نے اس میں اپنی خدمات پیش کی ہیں میں ان سب کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ان کو نصیب فرمائے اور جن دوستوں اور بزرگوں نے اس میں ابھی تک حصہ نہیں لیا میں ان سے یہ گذارش ضرور کروں گا کہ وہ اس کو بھولیں نہیں یہ آپ کا فرض ہے۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

الحمدللہ یہ تقریر اسی دفتر لندن میں ضبط کی گئی جس کے لئے یہ چندہ کیا گیا۔ ۲۶ اپریل ۱۹۸۶ء کو یہ دفتر قائم ہوا جو آج پوری مغربی دنیا میں تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں بھرپور طور پر اپنا کردار ادا کررہا ہے۔

الحمدللہ علی ذالک۔

منظور احمد الحسینی دفتر ختم نبوت لندن

انگریز کے خودکاشتہ نبی کا

انگریزی فرشتہ اور انگریزی الہام

ایک فرشتہ کو میں نے ۲۰ برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی۔ اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں اس نے کہا ہاں میں درشنی ہوں۔ (تذکرہ صفحہ ۳۱)

انگریزی الہامات

آئی لَو یُو (انگریزی ہیں)	٭ میں تم سے پیار کرتا ہوں
ہی از وِد یُو ٹو کِل اینمی	٭ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے
آئی ایم وِد یُو	٭ میں تمہارے ساتھ ہوں۔
آئی کین واٹ	٭ میں کرسکتا ہوں
آئی وِل ڈُو	٭ جو چاہوں گا

یہ ڈرامہ ہے یا "نبوت"

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تحریر: ابوحذیفہ شفیق
بستوی جامعہ فاروقیہ کراچی

وہ ہندوستان جو کبھی گہوارہ اسلام تھا، جو کبھی مرکز دین و مذہب تھا جہاں اسلامی سلطنتیں کارفرما تھیں جہاں مسلمانوں کو ہر اعتبار سے دینی و مذہبی آزادی حاصل تھی جہاں شریعت اسلامیہ کو خوب سے خوب پروان چڑھنے کے مواقع میسر آتے رہے جہاں حکومت کے ایوانوں میں ہونے والی مجلسوں اور مجھنے والی محفلوں کی زینت ورونق کبھی علماء وادباء سے قائم رہتی تھی الغرض جہاں اسلام اور اہل اسلام ہر طرح سے غالب و فائق ہونے کے ساتھ ساتھ ہر اعتبار سے آزادو بے فکر تھے۔

مگر اس قدر تیزی سے بڑھتی ہوئی مسلم قوم کی ترقی غیروں کو ایک نظر نہ بھاتی تھی چنانچہ ہر طرح کی سازشوں و تدبیروں کا سہارا لے کر مسلمانوں کی وحدت و یکجائیت کو توڑنے اور اس کا متحدہ شیرازہ بکھیرنے کی بھرپور کوشش کی گئی مگر ہر قدم پر ناکامی نظر آئی مگر مکروفریب کا یہ جال بچھائے بیٹھنے کے مزید پھیلتا ہی گیا۔ بالآخر مسلمانوں کو دینی و مذہبی اختلاف و انتشار سے دوچار کرنے کے لئے شہنشاہ اکبر نے ہندوؤں کی زہریلی امیدوں کے چراغ روشن کر دیئے اور خود ہندوزادی "زہرہ بائی" سے شادی کر کے کفر و اسلام کے اتحاد کا نعرہ لگا کر ایک ایسے دین و مذہب کا اعلان کیا جو درحقیقت سیاہ و سفید، ظلمت وروشنی، سچائی و مکر و فریب، سنجیدگی، اسلامیت و ہندومت اور انسانیت و حیوانیت کا ایک عجیب مخلوط تھا جو باشرف و باکرامت دین محمدی کے پاکیزہ دامن کو ملوث و داغدار کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا بلکہ یہ ایک ایسا کفر ساز ڈرامہ تھا جس کی تمثیلی کیفیات نے پوری دنیا کے سامنے اسلام جیسے مقدس دین کو ایسے ڈھانچے کی شکل میں پیش کرنا چاہا جو قدامت کی وجہ سے کرم خوردہ ہو چکا ہو۔ اس گمراہ کن اور زہریلی فضا میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے کھڑے ہو کر پورے ہندوستان میں اسلامی روح کے تحفظ کے لئے اس زہر آلود باطل کا مقابلہ کیا بالآخر دین الٰہی کی شکل میں پیش کیا جانے والا گمراہ کن ڈرامہ پردے کے پیچھے جا کر غروب ہو گیا۔

اسی کی بڑھتی ہوئی بے باکی و بے تابی سے
تازہ ہر عہد میں ہے قصۂ فرعون و کلیم

عہد اکبری میں جب ہندوؤں کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوا تو ایک طویل عرصہ بعد جبکہ مغلیہ سلطنت کا سورج ابھی مغربی افق پر ڈوبنے کی تیاری میں تھا ہندوؤں کی ہی سازش سے برطانوی سامراج کے جراثیم ہندوستانی فضا میں پھیلنے شروع ہو گئے برطانوی طاغوت نے بھی ملت اسلامیہ ہند کی صمیمی یکجائیت کو ختم کرنے کی کوشش کی مگر اہل اسلام کو علی الاعلام زیر کرنا ان کے گورے من کے کالے لوگوں کے بس میں نہ تھا تو انہوں نے اپنی بھیانک ترین کمزوری اور ٹھکتی ہوئی تہذیب کی طرف مائل کرنے کے لئے ہندی مسلمانوں کے سامنے بہت سے مکرو فریب کے ڈرامے رچائے انہی ڈراموں کے منجملہ ایک ڈرامہ وہ بھی تھا جس کا ہیرو اور ایکٹر مرزائے قادیان انگریزوں کا غلام تھا۔

انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں رچے جانے والے اس قادیانی ڈرامے سے انگریز اور ہندوؤں کا متحدہ ہدف و مقصد یہ تھا کہ ملت اسلامیہ ہندیہ کا شیرازہ منتشر کر کے مسلمانوں کی وحدت و یکجائیت کو تفرقہ و تجزیہ کی مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے تاکہ ان میں آپس میں مذہبی منافرت و مخالفت کے زہریلے جراثیم پھیل جائیں اس کے نتیجہ میں ان کی متحدہ قوت انتشار کی نذر ہو جائے گی اور پھر اس طرح مسلمانوں کو مغلوب رکھا جا سکتا ہے دشمن اپنے مقصد میں کامیاب تو ہوا مگر اس کی تدابیر کے اسی سلسلے میں قادیانی نبوت بھی ایک بڑی تدبیر تھی جو گرچہ برطانوی سامراج کے اہداف و مقاصد کو بروئے کار لانے کی سبب اصلی کے طور پر کامیاب تو نہ ہو سکی لیکن یہ قادیانیت اس کے باوجود رنگین چولی پہن کر دامن استعمار کے پہلو بہ پہلو چلتی رہی اور ملک کی اسلامی فضا میں زہریلی ہوا پھیلاتی رہی تمام تر شوخ شیاں و ضیاپاشیاں کرکے آفتاب نبوت کے غروب ہونے کے بعد سے پورے تیرہ سو سال تک سرزمین ہند کے مسلمان اس شمع نبوت و رسالت کی روشنی میں سفر کرتے رہے جو آج سے چودہ صدی پیشتر مکہ میں روشن ہوئی تھی مگر چودھویں صدی کا جوں ہی آغاز ہوا، فرنگیوں نے قادیان کے سٹیج پر ایک غلام کو مختلف قسم کے رول دے کر کھڑا کر دیا۔ اس غلام فرنگ نے اسٹیج پر آ کر ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے فتنہ سامانیوں کے جو جوہر دکھائے وہ مختلف الانواع ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر العدد بھی تھے ہم ان کو تین مختلف زاویوں پر رکھتے ہیں۔

فتنۂ غلام کا پہلا زاویہ

یہ مغربی استعمار کا غلام اولاً ایک عام مسلمان تھا نفس امارہ کی رہنمائی حرص و ہوا اور دولت فرنگ کی خواہش کا امتزاج گمراہی کی تاریک منزلوں کی طرف پیشقدمی کا داعیہ بن گیا، انگریز کی رہنمائی و ہدایت کاری میں منصہ شہود پر آ کر جو رول سب سے پہلے اس قادیانی غلام نے پیش کیا وہ چند ایسی عبارات و الفاظ کی شکل میں نثر کیفیت پر مبنی تھا جو بالکل سادہ اور اسلامی افکار و عقائد کا ہلکا عکس تھا جو نہ اہل حق کے لئے باعث تکدر و تشویش ہوا اور نہ ہی نفس پرستوں اور باطل نوازوں کی خاطر خواہ دلچسپی کا سامان بن سکا۔ آیئے ہم ذرا یہیں ٹھہر کر اس ڈرامے کا پہلا رول ملاحظہ کرتے چلیں دیکھیئے یہ شہرت پسندی کا عاشق کیا کہتا ہے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ اس کی صحت میں کسی کو کلام نہ تھا اور قرآنی آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس بات کی تصدیق کرتی تھی کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی۔ (کتاب البریہ ص ۱۸۴)

اسی رول کی دوسری جھلک دیکھیئے "مرزا غلام" ہر دانا شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا صادق الوعد ہے اور آیت خاتم النبیین اور بہت سی حدیثوں میں جو بصراحت مذکور ہے

کو وفات رسول اللہ کے بعد آمد جبرئیل ممنوع ہو گئی یہ سب باتیں سچی ہیں تو ہمارے نبی کے بعد پھر کوئی شخص بحیثیت رسول ہرگز نہیں آسکتا۔ (مفہوم از ازالۃ الاوہام صہ ۵۷۷) اسی اسٹیج پر کھڑے ہو کر ایک بات اور کہتا ہے "مرزا غلام" اور اللہ کو شایان شان نہیں کہ وہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو ختم کرنے کے بعد دوبارہ شروع کرے (مفہوم از آئینہ کمالات صہ ۳۷۷)

یہ قادیانی ڈرامے کا وہ پہلا رول تھا جس پر نہ تو ہمیں کوئی تشویش ہوئی اور نہ اس ڈرامے کو رچانے والے بہکے دل سے لطف اندوز ہو سکے چنانچہ پھر دنیا کے سامنے اپنی دلکشی کا پرفریب مظاہرہ کرنے کے لئے بھیس بدل کر قادیانی نے جو دوسرا رول پیش کیا ہے وہ اہل ہوی کے لئے کسی قدر پسندیدگی کے معیار پر تھا اور ساتھ ہی ساتھ حق پرستوں کے لئے باعث فکر و قابل التفات بھی تھا۔

فتنۂ غلام کا دوسرا زاویہ

اس رنگیلے مزاج کے غلام نے اپنے فرنگی آقاؤں کی ہدایت پر سادگی کو چھوڑ کر کچھ تلون فکر کا اظہار شروع کیا۔ جب ڈرامائی نبوت کے اس سکار دعویدار نے دیکھا کہ عوام تو درجہ اس کے چاہنے والے بھی اس کے پہلے انداز میں کوئی جدت محسوس نہیں کرتے کوئی تبدیلی حال انہیں نظر نہ آئی تو پھر اس نے انسانی مجمع کو اپنے مکر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے جو نیا انداز اپنایا ہے وہ ملاحظہ ہو۔

"اب محمدی نبوت کے سوا ساری نبوتیں بند ہو چکی تھیں اب شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا البتہ بغیر شریعت کے آسکتا ہے مگر وہی جو پہلے خود امتی ہو پس اس بناء پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی" (مفہوم از تجلیات الہیہ صہ ۲۵)

دیکھئے یہ کچھ اور بھی بولتا ہے۔ مرزا غلام: میرے نزدیک نبی اس کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اسی لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا مگر بغیر شریعت کے (تجلیات الہیہ صہ ۲۶) ایک بات اور سنئیں دیکھیں اب کی بار کیا کہتا ہے؟

"خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے نبی ہے" (حقیقۃ الوحی صہ ۹۶)

یہ تھا مرزائی فتنہ کا دوسرا زاویہ جسے ہم نے ڈرامائی نبوت کا دوسرا رول قرار دیا ہے آپ نے یہاں اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ مرزائے قادیان نے کس طرح رول بدل کر تدریجاً قدم آگے بڑھانا شروع کیا ہے اس رول کی ادائیگی باطل پرستوں اور خاص طور سے اسلام کے دشمنوں کو تو فرد ر پسند آئی ہوگی مرزا غلام قادیانی کی رنگین مزاجی کا تیسرا مرحلہ کچھ اس سے بھی آگے بڑھا ہوا ہے۔

فتنۂ غلام کا تیسرا زاویہ

جب ہم نے غور سے دیکھا تو قادیانی کے فتنوں کا پہلا مرحلہ بظاہر ایک سادے مسلمان کی سی زندگی اور درست عقائد سے ہم آہنگ مرحلہ نظر آتا ہے مگر دوسرے مرحلے میں عقائد اسلام کے خلاف قدم اٹھتا ہوا نظر آتا ہے چنانچہ ختم نبوت کا ضمنی طور پر انکار بھی اس کی باتوں میں ملتا ہے اور ساتھ ہی نبوت غیر تشریعی کا اظہار بھی اپنے لئے وہ کرتا ہے مگر وہ اپنی فتنہ پرور زندگی کے تیسرے مرحلہ میں اپنے خیالی عروج مقصود تک پہنچ کر کہتا ہے کہ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

اسی طرح وہ اپنا بہروپ دکھاتے ہوئے کہتا ہے کہ۔

"خدا تعالی نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کر دیئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے" (چشمہ معرفت صہ ۳۱۷)

اسی حد پر بس نہیں کرتا بلکہ آگے بڑھ کر کہتا ہے کہ "میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں" (تتمہ حقیقۃ الوحی صہ ۶۸)

یہ سب کے سب مرزا کے وہ مختلف رول اور متنوع انداز ہیں جن کی بدولت اس کی فتنہ ساز انگریزی نبوت اس کے گھر سے نکل کر غلامان شیطان کے دروازوں تک پہنچی اس مکروہ چالبازی کے پیچھے چھپا ہوا مقصد پورے طور پر حاصل نہ ہو سکا۔ ناکامی وہ دھبہ کا داغ نوشتہ تقدیر بن گئی ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہوئی مگر پھر بھی یہ متنبی قادیان ہوش میں نہ آیا حالانکہ عام لوگ یہ جانتے ہیں کہ جب کوئی مداری اپنے کھیل دکھانے میں ناکام ہو جاتا ہے تو ڈگڈگی پیٹتا اپنی راہ پکڑ لیتا ہے ایسے ہی جب کوئی ایکٹر کسی ڈرامائی رول میں ناکام ہو جاتا ہے تو یا تو وہ پردہ کے پیچھے چھپ جاتا ہے یا پھر اسٹیج ہی چھوڑ دیتا ہے میرا اندازہ یہ ہے کہ قادیانی کچھ اتنا مغفل تھا کہ اسے اپنے پیشروؤں کی سوانح زندگی سے تھوڑی بھی واقفیت نہ تھی۔ ورنہ وہ اس بھیانک میدان کو ضرور چھوڑ دیتا اس کے پیشروؤں کی زندگی اس کے لئے درس عبرت تھی جیسا کہ بیہقی نے اپنی کتاب المحاسن والمساوی میں لکھا ہے کہ۔

"حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں طلیحہ نامی ایک شخص نے دعوائے نبوت کیا تو صدیق اکبرؓ نے خالدؓ بن ولید کو اس کے قتل کے لئے بھیجا تو وہ ڈر کے مارے شام کی طرف بھاگ کھڑا ہوا اور وفات صدیقؓ کے بعد خود ہی مسلمان ہو گیا" (کتاب المحاسن والمساوی صہ ۳۰ ج ۱) آخر اس شخص نے بھی تو گمراہی کا اسٹیج سجا کر نبوت کا ڈرامہ رچایا تھا مگر ناکامی کی صورت میں بھاگا اور پھر خود ہی لائن پر آ گیا۔ اگر قادیانی صاحب کے ساتھ بھی کچھ اسی قسم کے حالات پیدا کئے جاتے تو امید تھی کہ ان کی عقل بھی ٹھکانے آجاتی مگر ان کا بیڑا تو خدا کے ہاتھوں غرق ہونا تھا اور یہ کچھ فطری بات ہے کہ جب کسی پر عذاب الہی کا وبال آتا ہے تو اس کی بربادی سے پہلے اس کی عقل و دانش خبط ہو جاتی ہے چنانچہ آپ اچھی طرح جانتے ہوں گے کہ قادیانی کا بیڑا غرق ہونے سے قبل وہ کس طرح خبط عقل کے بحران سے دوچار ہوئے کبھی تو نبی بن کر دکھاتے ہیں کبھی عیسی موعود ہیں کبھی مریم ہیں، کبھی میکائیل بننے کا خبط سوار ہو جاتا ہے حتی کہ کبھی خون حیض بن کر یہی مرزائے ملعون اسی خون کا خوب صورت لڑکا بن جاتا ہے اور کبھی اپنے آپ کو حاملہ بتلاتا ہے الغرض یہ عقل کا دیوالیہ پن نہیں تو اور کیا ہے کہ کبھی مرد ہے تو کبھی عورت بن بیٹھتا ہے کبھی حاملہ کبھی کچھ کبھی کچھ (نعوذ باللہ من ذالک)

قادیانی امت کے تمام لوگوں کو اپنے مغلوب العقل نبی سے درس عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

قوت فکر و عمل پہلے فنا ہوتی ہے
تب کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

شیزان کا بائیکاٹ

مسلمانوں کے ضمیر پر ایک دستک

تحریر: طاہر رزاق ایم اے، لاہور

شیزان قادیانیوں کی بدنام زمانہ مشروب ساز فیکٹری ہے۔ اقتصادی لحاظ سے یہ فتنۂ قادیانیت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اسی کمپنی کے پیٹروں سے جھوٹی نبوت کی گاڑی چلتی ہے۔ المختصر شیزان کمپنی قادیانی نبوت کا اقتصادی یونٹ ہے۔

گذشتہ برسوں میں شیزان کمپنی نے قادیانیت کی تبلیغ و تشہیر کا ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ پاکستان میں قادیانیوں کے سالانہ جلسے پر پابندی لگنے پر یہ جلسہ ملعونہ لندن میں منعقد ہوا جس پر ایک زر کثیر خرچ ہوا جس کا نصف شیزان نے ادا کیا۔ ۱۹۸۸ء میں اپنی سالانہ آمدنی کا دسواں حصہ (ایک کروڑ ساڑھے آٹھ لاکھ ہزار روپیہ) ربوہ فنڈ میں جمع کرایا۔ شیزان ہی وہ دشمن اسلام کمپنی ہے جو نبوت کا ذبہ کے شائع ہونے والے درجنوں رسائل و جرائد کو اپنے اشتہارات دے کر انہیں مالی طور پر مضبوط رکھتی ہے۔ شیزان ہی وہ دشمن رسول کمپنی ہے جس نے عقیدہ ختم نبوت کے خلاف کام کرنے والے قادیانی طلباء کے وظائف مقرر کئے ہیں۔ دنیا میں مرزائی نبوت کا لٹریچر اور تحریف شدہ قرآن پھیلانے کے شیطانی منصوبے پر پوری قوتوں سے عمل پیرا ہے۔ پچھلے دنوں جب شیزان کمپنی کا مالک شاہنواز جہنم رسید ہوا تو اس کی مرگ پر قادیانی نبوت کے ترجمان "الفضل" نے اپنے مرتد سیٹھ کی شخصیت پر جو تعریفی کلمات کہے وہ ان بھولے بھالے مسلمانوں کی آنکھیں کھول لینے اور رد ماغوں کے دریچے وا کرنے کے لئے کافی ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ شیزان فیکٹری قادیانیوں کی نہیں یا شیزان فیکٹری پہلے قادیانیوں کی تھی اور اب مسلمان نے خرید لی ہے۔ قادیانی روزنامہ "الفضل" لکھتا ہے۔

"احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب ۲۳ مارچ ۱۹۹۰ء کی شب لاہور میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر ۸۵ برس تھی۔ مکرم چوہدری شاہنواز صاحب جماعت احمدیہ کے مخیر اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے احباب میں سے تھے۔ آپ کو روسی زبان میں ترجمہ و طباعت قرآن کریم کا سارا خرچ ادا کرنے کی توفیق ملی۔ چنانچہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء کے دوسرے روز ۲۷ دسمبر کو خطاب کرتے ہوئے مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر یوں فرمایا۔

روسی زبان میں ہم ابھی تک ترجمہ قرآن شائع نہیں کر سکے تھے اس کے اخراجات بھی بہت زیادہ اٹھتے تھے اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کے دل میں یہ تحریک ڈالی انہوں نے کہا کہ وہ روسی زبان میں ترجمہ نظر ثانی کے سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی۔۔۔۔۔۔ ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں مزید نیکی کی توفیق دی۔۔۔۔۔ ایک نیکی دوسری نیکی کو جنم دیتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے کہ میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں نے روسی زبان میں قرآن کریم کی طباعت کے بھی سارے اخراجات ادا کروں گا" (الفضل ۳ جنوری ۱۹۸۴ء)۔

اسی طرح خطاب جلسہ سالانہ لندن ۱۹۸۷ء کے موقع پر بھی فرمایا "مکرم چوہدری شاہنواز صاحب کو چینی ترجمہ قرآن کریم کا خرچ پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی" حضور نے مزید فرمایا:

" جاپانی زبان کے متعلق چوہدری شاہنواز صاحب کے بچوں نے اپنے باپ کے علاوہ یہ پیشکش کی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی رقم جمع بھی کروا چکے ہیں" (ضمیمہ قادیانی ماہنامہ "خالد" اکتوبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۷، کالم ۲)

شیزان کمپنی کو مسلمانوں کی کمپنی کہنے والو! قادیانی جریدہ کے اس اعلان کو بچشم ہوش سے بار بار پڑھو۔ "آپ پاکستان کے نامور صنعت کاروں میں سے تھے آپ نے نہایت کامیاب تجارتی ادارے قائم کئے ان میں شاہنواز لمیٹڈ، شیزان انٹرنیشنل، شیزان [illegible] شوگر ملز اور شاہنواز ٹیکسٹائل ملز شامل ہیں" (الفضل ربوہ ۲۷ مارچ ۱۹۹۰ء)

اے مسلمانو! قادیانیوں کا یہ ترجمہ قرآن کیا ہے؟ یہ جھوٹی نبوت کے سفاک لٹیروں، ڈاکوؤں، بہروپیوں، بہروپیوں، بھالوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر قرآن پر لپکنا ہے۔ قرآنی مطالب و معانی کا قتل ہے۔ نامحرم قرآن کا گلا گھونٹنا ہے۔ الفاظ قرآن کو زر ترداری لباس پہنانا ہے۔ اور دجل و فریب کے سہارے قرآن سے قادیانی نبوت کا جواز ثبوت پیش کرنا ہے۔

اے سادہ لوح مسلمانو! قادیانی ترجمہ قرآن کے اپنے باطل متن پر کروڑوں روپے کیوں صرف کر رہے ہیں پوری دنیا میں اس زہریلے ترجمے کو کیوں پھیلا رہے ہیں۔ اور شیزان کمپنی اس فوج ابلیس کا ہراول دستہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہ اسی ارتدادی ترجمہ قرآن کی مدد سے "عقیدہ ختم نبوت" کو جھٹلاتے ہیں اور سلسلہ نبوت کو جاری ثابت کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی نبوت کا جواز نکالا جاتا ہے اور اسے مسند نبوت و رسالت پر بٹھایا جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دیا جاتا ہے اور مرزا قادیانی کو آنے والا مسیح موعود کہا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ مانا جاتا ہے اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام کی تبلیغ کے لئے دوبارہ اس دنیا میں مرزا قادیانی کی صورت میں تشریف لائے ہیں (نعوذ باللہ) دین کی تکمیل مرزا قادیانی کی ذات پر کی جاتی ہے۔ قرآن کا اس کی ذات پر دوبارہ نازل ہونا ثابت کیا جاتا ہے۔ قرآن کی وہ آیات جن میں رب العزت نے اپنے محبوب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے ان آیات مقدسہ کو مرزا قادیانی سے منسوب

کیا جاتا ہے۔ اس کے مرتد ساتھیوں کی جماعت کو صحابۂ رسولؐ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کی بے ایمان بیویوں کو "امہات المومنین" کا عظیم نام دیا جاتا ہے۔ اس کے گھر والوں کے لئے "اہل بیت" کی مقدس اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اسی ترجمہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر رکیک حملے کئے جاتے ہیں عقیدہ توحید کی بنیادوں کو منہدم کیا جاتا ہے، منصب نبوت و رسالتؐ پر پھبتیاں کسی جاتی ہیں، انبیائے کرام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مریم مقدسہ پر بہتان لگائے جاتے ہیں اور شعائر اسلامی کو اس بری طرح روندا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ!

اے مسلمان! قادیانی اس قدر تندہی سے اس ارتدادی منصوبہ پر اس لئے عمل پیرا ہیں کیونکہ وہ قرآن اور صاحب قرآنؐ سے مسلمانوں کا ناطہ توڑ کر مرتد عصر مرزا قادیانی سے جوڑنا چاہتے ہیں۔ ملت بیضا کی عقیدتوں کے دھاروں کا رخ مکہ اور مدینہ کے روحانی مراکز سے موڑ کر سوئے مرکز نبوت افرنگ، قادیان لے جانا چاہتے ہیں اور نبوت محمدیؐ کا پرچم سرنگوں کر کے عالم کی فضاؤں میں قادیانی نبوت کا پرچم لہرانا چاہتے ہیں اور انسانیت کو اس پرچم تلے جمع کر کے مرزا قادیانی کے سر پر رہبر انسانیت کا تاج رکھنا چاہتے ہیں (نعوذ باللہ)

اے مسلمان! جب تو مصنوعات شیزان خریدتا ہے تو تیری جیب سے ایک خطیر رقم نکل کر مالکان شیزان کی تجوریوں میں جا پہنچتی ہے اور پھر نبوت کاذبہ کا یہ کاروباری ادارہ تیری رقم کا دسواں حصہ قادیانیوں کے مرکزی فنڈ میں پہنچا دیتا ہے۔ اب اگر!

تیری رقم کسی قادیانی عبادت گاہ کی تعمیر پر خرچ ہوئی تو اس بیت الشیطان کی تعمیر میں تو کتنا معاون و مددگار؟ تیری رقم سے کسی قادیانی مبلغ کو تنخواہ ملی اس نے کسی مسلمان کو قادیانیت کے دام میں پھنسا کر قادیانی بنا لیا تو اس کا ایمان لوٹنے میں تو کتنا ملوث؟ تیری رقم سے تحریف شدہ قرآن اور مسخ کردہ احادیث شائع ہوئیں تو اسلام کے خلاف اس گھناؤنی سازش میں تیرا کتنا حصہ؟ تیری رقم سے قادیانی اسلحہ خریدیں اور اس اسلحے سے کسی مجاہد ختم نبوت کو شہید کر دیں تو اس قتل ناحق میں تو کہاں تک شامل؟ تیری رقم سے مرزا طاہر لعین مرغ قورمہ، زردہ، پلاؤ اور دیگر مقوی اشیا کھا کر اپنے قلب و جگر اور دماغ و زبان کو تقویت دے اور پھر ان قوتوں سے تیرے رسولؐ اور تیرے دین کے بارے میں بکواس کرے تو اس کی آواز میں تیری کتنی آواز؟

رسول رحمتؐ کے امتیو! مصنوعات شیزان خریدنا جھوٹی نبوت کے فنڈ میں پیسہ جمع کروانا ہے، ختم نبوت کے لٹیروں کی کمر مضبوط کرنا ہے، ناموس رسالت کے ڈاکوؤں کے ہاتھوں میں خنجر دینا ہے۔ فرض کریں آپ پانچ بھائی ہیں باپ نے آپ کو بڑی محبتوں اور چاہتوں سے پالا ہے ایک شخص جو آپ کے ابا جان سے بغض و عناد رکھتا ہے۔ لیکن اس کا اظہار نہیں کرتا آپ کے محلے میں ایک دکان کھولتا ہے۔ آپ اس دکاندار سے گھر کے لئے سودا سلف خریدتے ہیں۔ آپ کے ایک سال سودا سلف خریدنے سے دکاندار کو جتنی آمدنی ہوتی ہے وہ اس سے ایک ریوالور خریدتا ہے اور آپ کے پیارے والد صاحب پر حملہ آور ہوتا ہے حملہ کا صدمہ تو آپ کو ہوگا ہی۔ لیکن جب آپ کو پتہ چلے گا کہ ہمارے ہی پیسوں سے اس شقی القلب نے ریوالور خریدا اور ہمارے ہی پیسوں سے خریدی گئی گولیاں والد صاحب پر چلائی گئیں۔ اس صورت میں غم، غصہ، افسوس اور ندامت کی جو کیفیات آپ پر طاری ہوں گی الفاظ انہیں بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ آپ اس دکاندار سے جس طرح کا برتاؤ کریں گے اور قانون اور طاقت کے ذریعے جس شدت سے اس کا محاسبہ کریں گے یہ آپ کی غیرت اور باپ سے محبت کا اظہار ہوگا اور یقیناً محبت و غیرت کا یہ اظہار ایک روشن مثال ہوگی۔ لیکن اگر ہم لاکھوں مسلمان بھائی مصنوعات "شیزان" خریدیں اور لاکھوں روپیہ قادیانی فنڈ میں جمع کرائیں اور اس بھاری رقم کے توسط سے قادیانی خطرناک ہتھیاروں سے مسلح ہو کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر حملہ آور ہوں اور ہمیں پرواہ تک نہ ہو۔ بلکہ بار بار شیزان خرید کر ناموس رسالت کے ان قزاقوں کی جھولیاں سیم و زر سے بھرتے رہیں اور اس گناہ عظیم کا ارتکاب بار بار کرتے رہیں تو ہماری دینی غیرت و اسلامی حمیت کا معیار کیا ہوا؟ ہائے جسمانی باپ کے مسئلہ پر اتنا غم، غصہ، افسوس اور ندامت اور روحانی باپؐ کی ذات اقدس پر خاموشی و بے اعتنائی! جس کے جوتوں کی خاک پر جسمانی باپ قربان! مسلمان کی بے حسی و بے غیرتی پر زمانہ بھی کہہ رہا ہے۔

؎ خوف خدائے پاک دلوں سے نکل گیا
آنکھوں سے شرم سرور کون و مکاںؐ گئی

اگر یہودیوں کی کوئی تنظیم پاکستان آئے اور پاکستان میں فروخت کرنے کے لئے بہت سی اشیاء ساتھ لائے اور ان کا منصوبہ یہ ہو کہ ان اشیاء کی فروخت سے جو رقم حاصل ہوگی اس سے حج کے موقع پر خانہ کعبہ میں بموں کے دھماکے کرائے جائیں گے اور خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ (نعوذ باللہ) اگر مسلمانوں کو اس خطرناک منصوبہ کا علم ہو جائے تو اشیاء تو گئیں جہنم میں، اس شیطانی تنظیم کی ایسی درگت بنائیں گے کہ انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ شیزان بھی ایک ایسی ہی تنظیم اور کمپنی ہے جو ایک ہی زبردست دھماکے سے اسلام کے پرخچے اڑا دینا چاہتی ہے۔ لیکن مسلمانوں کی سادہ لوحی دیکھئے کہ دھڑا دھڑ شیزان کی اشیاء خرید رہے ہیں اور اس دشمن اسلام کمپنی کی جیبوں کو اپنے نوٹوں سے بھر رہے ہیں۔

؎ کوئی تو ناصح اٹھے میری قوم کو سمجھانے کیلئے

جب کسی دکاندار سے شیزان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کو کہا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ جناب! بائیکاٹ ایک ظلم ہے کیونکہ شیزان فیکٹری میں سینکڑوں مسلمان بھی کام کرتے ہیں۔ اگر شیزان کا بائیکاٹ کر دیا جائے تو یہ بے چارے ملازمین بیروزگار ہو جائیں گے۔ ان دکاندار بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ یہ مسلمان ملازمین شیزان کمپنی کا بہت موثر ہتھیار ہیں۔ اور قادیانی اس ہتھیار کو کمال مہارت سے استعمال کرتے ہیں۔ شیزان کمپنی کی تمام کلیدی آسامیوں پر قادیانی قابض ہیں مسلمان ملازمین تو معمولی تنخواہوں پر محنت مزدوری کرتے ہیں۔ ٹرکوں کے ڈرائیور، کنڈیکٹر اور بوجھ اتارنے چڑھانے والے مزدور مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ جب کسی علاقے میں شیزان کے بائیکاٹ کی تحریک اٹھتی ہے اور مسلمان دکاندار دینی غیرت سے سرشار ہو کر شیزان کا بائیکاٹ کر دیتے ہیں تو ان حالات میں مالکان شیزان مسلمان ملازمین والا ہتھیار استعمال کرتے ہیں اور ان ملازمین کو علاقے کے دکانداروں کے پاس بھیج دیتے

ہیں۔ جہاں جا کر یہ ملازمین منت سماجتیں کرتے ہیں اصیاں چوڑ کر انہیں کہتے ہیں۔ خدارا! ہمارے حال پر رحم کھاؤ۔ اگر کمپنی سے مال لینا بند کر دیا تو ہماری ملازمتیں ختم کر دی جائیں گی۔ اور ہمارے بیوی بچے نانِ شبینہ کو ترسیں گے۔ بات شیزان کی نہیں۔ بات ہمارے مالی تحفظ کی ہے، بات پیٹ کی دو وقت کی روٹی کی ہے۔ ہم تمہارے کلمہ گو مسلمان بھائی ہیں۔ ہمارے لئے مصنوعات شیزان رکھ لو۔ ان کی دردبھری باتیں سن کر اکثر دکاندار ان پر ترس کھا جاتے ہیں اور دکانوں پر شیزان کا کاروبار پھر زور و شور سے شروع ہو جاتا ہے اور قادیانی اپنے اس خطرناک داؤ میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عیار قادیانی مسلمان دکانداروں کا شکار کرنے کے لئے ان مسلمان ملازمین کو اسی طرح استعمال کرتے ہیں جس طرح ایک مچھیرا مچھلی کے گوشت کا ٹکڑا کانٹے پر لگا کر دوسری مچھلیوں کا شکار کرتا ہے۔

شیزان فیکٹری میں کام کرنے والے مسلمان! اللہ کی زمین بڑی وسیع ہے ۔۔۔ اس کے رزق کے خزانے بڑے وسیع ۔۔۔ مرتدوں کے ہاں تیری ملازمت باعث ندامت دنیا و آخرت ہے ۔۔۔ اور تیری غیرت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے ۔۔۔ رحمان و رحیم خدا پر بھروسہ کر ۔۔۔ شیزان کی ایمان سوز نوکری کو جوتے کی ٹھوکر مار ۔۔۔ یقیناً اللہ بہتر رزق دینے والا ہے۔

اے شیزان پینے والے! شیزان پی پی کر اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے ۔۔۔ مرتدین کا یہ موذی مشروب تجھے کسی موذی مرض میں مبتلا نہ کر دے ۔۔۔ اور زندگی کی ساری رعنائیاں تجھے داغ مفارقت دے جائیں۔

اے شیزان بیچنے والو! شیزان بیچ کر اپنی غیرت اور عشق رسول ﷺ نہ بیچ، دشمنانِ رسول ﷺ کا کاروباری ایجنٹ بن کر قادیانیت نہ پال، یہ کاروبار شنیع کرنے سے جو چند سکے تیرے گھر آئیں گے وہ اپنے ساتھ لاکھوں نحوستوں کے انبار بھی لائیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے اس ذلیل کاروبار پر تھوک دے ورنہ تیری زندگی دوسروں کے لئے تماشۂ عبرت نہ بن جائے۔

ع ناموسِ دینِ حق کے نگہباں کو کیا ہوا!
اے ربِ ذوالجلال مسلماں کو کیا ہوا

اے افرادِ ملت اسلامیہ! آج ہمارے معاشرے میں ڈاکٹر شوگر کے مریض کو میٹھی اشیاء استعمال کرنے سے روکے تو وہ فوراً رک جاتا ہے۔ اگر بلڈ پریشر کے مریض کو نمک استعمال کرنے سے منع کرے تو وہ فوراً منع ہو جاتا ہے اگر کھانسی کے مریض کو کھٹی اشیاء سے باز رہنے کی تلقین کرے تو کھٹی اشیاء کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اگر دل کے مریض کو سخت کام کاج سے روکے تو فوراً اس کی نصیحت پر کان دھرے جاتے ہیں، لیکن اگر منبر و محراب سے شیزان کے بائیکاٹ کی آوازیں گونجیں اور دینی رسائل و جرائد مسلمانوں کی غیرت کو جھنجھوڑتے ہوئے شیزان کے خلاف بائیکاٹ کی مہم چلائیں تو کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جان کی حفاظت کے لئے تو ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق سب کچھ چھوڑا جا سکتا ہے لیکن کیا ایمان کی حفاظت کے لئے شیزان نہیں چھوڑا جا سکتا؟

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اے مسلمان! اگر روٹی جلی ہوئی ہو تو تیری طبیعت پر گراں گزرتی ہے، اگر سالن بد ذائقہ ہو تو تیرے گلے سے نیچے نہیں اترتا اگر اشیائے خورد و نوش پر مکھیاں بھنبھنا رہی ہوں تو تجھے گھن آتی ہے لیکن شیزان جیسا ارتدادی مشروب اپنے معدے میں انڈیلتے ہوئے تجھے کوئی گھن نہیں آتی۔ اپنے دشمن کے گھر کی چیز تو تو نہیں کھاتا لیکن رسول ﷺ کے دشمن کے گھر کا مشروب غٹاغٹ پیتا ہے۔ جو تیری توہین کرے اس کے لئے تو تیرے گھر کا دروازہ بند ہو جاتا ہے لیکن شیزان کے لئے تیرے گھر کے دروازے کھلے اور پینے کے لئے تیرا منہ بھی کھلا! تو کتنے شوق سے اپنے فریج اور باورچی خانہ میں شیزان کی شیطانی بوتلوں کو سجاتا ہے جو تجھے ضرر پہنچائے وہ تیری دعوت میں نہیں آ سکتا لیکن دشمن اسلام "شیزان" کی تیری دعوتوں میں اجارہ داری! تیرے اسلاف نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں وطن چھوڑ دیئے، ماں باپ چھوڑ دیئے بیٹے چھوڑ دیئے، یارانے دوستانے چھوڑ دیئے اور ایک تو ہے کہ شیزان نہیں چھوڑ سکتا اور شاید حکیم الامت حضرت علامہ اقبال نے تیرے جیسوں کے لئے ہی کہا تھا!

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اے آغوشِ دنیا میں مست مسلمان! موت ہر دم ہمارے تعاقب میں ہے۔ عنقریب یہ ہمیں اپنے پنجوں میں دبوچ لے گی اور ہماری رگِ جان کاٹ ڈالے گی اور ہم اپنے اعمال کا جواب دینے کے لئے اس جہانِ فانی سے اس جہانِ باقی میں پہنچ جائیں گے موت کا کسی وقت بھی حملہ آور ہونا اور ہمیں اچک لے جانا ذہن میں رکھو۔ اور سوچو اگر ہم نے صبح شیزان کی بوتل پی اور دوپہر کو مر گئے یا دوپہر کو شیزان کی چٹنی کھائی اور شام کو جان کی بازی ہار گئے یا شام کو شیزان کا اچار کھایا اور رات کو لقمہ اجل بن گئے یا رات کو شیزان کی جیلی کھائی اور آدھی رات کو انتقال کر گئے۔ ان صورتوں میں شیزان ہمارے پیٹ میں ہو گی اور ہم قبر کے پیٹ میں جانے کے لئے تیار۔ جب ہمیں قبر کے پیٹ میں اتارا جائے گا اور منکر نکیر ہم سے سوال و جواب کے لئے آئیں گے تو ہمارے منہ سے "شیزان" کی بدبو آ رہی ہو گی۔ قبر سے اٹھا کر جب میدانِ حشر میں لایا جائے گا وہاں ہمارا منہ یہ بدبو اگل رہا ہو گا۔ ساقیِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور جب جام کوثر مانگنے جائیں گے تو وہاں بھی اس بدبو کے بار خجالت سے ہمارا سر نہیں اٹھے گا۔ جب ہمارے منہ سے دشمن رسول ﷺ "شیزان" کی انتہائی بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے ہوں گے تو پھر ہم کس منہ سے شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کا سوال کریں گے؟ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور موت کسی کو مہلت نہیں دیتی ۔۔۔ زندگی کی چند مستعار گھڑیاں کو مہلت جانیں ۔۔۔ خوب غور کریں ۔۔۔ سوچ کے مراقبہ میں بیٹھیں ۔۔۔ فکر کے اعتکاف میں بیٹھیں ۔۔۔ کیونکہ آمد عزرائیل کے بعد نہ سوچ سے کچھ حاصل ہو گا اور نہ فکر کا کچھ فائدہ! اسے جو کتنے قبروں کے خالی ہیں انہیں مت بھولو جانے کب کون سی تصویر سجا دی جائے۔

بقیہ: بابری مسجد

ٹکڑے سے بے تحاشا کلی اور تباہی کہتے ہوئے اورنگزیب عالمگیر کے قدموں میں گر گئی اور اس نے کہا میرے منہ بولے باپ مجھے یقین تھا کہ تو مجھے ضائع نہیں ہونے دے گا اورنگزیب عالمگیر نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا کہ تشنہ لب مجھے پانی پلاؤ۔ تیرے اس منہ بولے باپ نے جس دن سے یہ خبر سنی تھی اس دن سے اس نے یہ طے کیا تھا کہ دانہ پانی اس وقت تک قریب نہیں لاؤں گا جب تک تجھے انصاف نہیں دلاؤں گا ایسا بادشاہ تھا جس نے ساری زندگی گھوڑے کی پیٹھ پر گزار دی تھی۔ اورنگزیب نے پانی پینے کے بعد وضو کے لئے پانی مانگا اور فرمایا کہ میں دو رکعت نماز شکرانے کے پڑھنا چاہتا ہوں کہ اے میرے رب تو نے مجھے ایک ہندو بیٹی کے ساتھ انصاف کرنے کی توفیق دی آپ نے وضو کیا وضو کے بعد مجھے میں اس جگہ آپ کا مصلیٰ بچھا آپ نے نماز پڑھنی شروع کی۔ جب نماز ہو چکی تو بنارس کا منصف ہندو پنڈت کا راشٹر ہندوستان کے بادشاہ نے آج جو تاریخ ساز فیصلہ کیا ہے اپنے خدا کو سجدہ کیا ہے ہم اسی چبوترے کو انصاف کی مسجد بنائیں گے تاکہ اس کے کنگرے بتائیں کہ اورنگزیب نے انصاف کو دنیا میں زندہ کیا تھا اور ہندوؤں کے اس کی یاد میں یہ مسجد بنائی تھی اس کے بعد وہ مسجد عمل میں آئی جسے بابری مسجد کہتے ہیں مسجد کے کنگرے بولتے ہیں کہ ایک ہندو بیٹی کی عزت کی خاطر اورنگزیب نے جو فیصلہ کیا تھا ہندوؤں نے اورنگزیب کی سجدہ گاہ کو قائم رکھنے کے لئے اس زمین کو مسجد میں تبدیل کیا تھا۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

مدینہ کی عظمت

قادیاں کی موت

اسی رعایتِ النسب سے نیک نام ہوں میں
حضور سرورِ کونینؐ کا غلام ہوں میں

شہنشہوں سے مجھے کوئی واسطہ نہیں
بہ فیضِ خواجۂ گیہاںؐ بلند بام ہوں میں

مروں گا ختمِ نبوت کی پاسبانی میں
جہادِ عشقِ رسالتؐ میں تیز گام ہوں میں

میں اپنے پاؤں تلے قادیاں کو روندوں گا
بہ عشقِ دینِ نبی تیغِ بے نیام ہوں میں

زوالِ اُمتِ ربوہ قریب آپہنچا
مسیلمہ سے صحابہؓ کا انتقام ہوں میں

پکارتا ہوں بخاریؒ کی رہگزاروں سے
کلامِ شاعرِ مشرق کی دھوم دھام ہوں میں

ظفر علیؒ کے قلم کا جلال ہے مجھ میں
زباں کے حسن میں تلمیذِ بوالکلام ہوں میں

کھڑا ہوں مہر علی شاہ کے آستانہ پر
انہی کے در کی بدولت تو با مقام ہوں میں

میرے حریف مجھے گالیاں ضرور
غلام امیرِ اُممؐ ہوں تو نیک ہوں میں

کہاں ہیں ملتِ بیضا کی نوجوان نسلیں!
قلم کے زور پہ اقبال کا پیام ہوں میں

مری گرفت سے ربوہ پہ کپکپی طاری !
خدا کا شکر ہے مقبول خاص و عام ہوں میں

شورش کاشمیریؒ